وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا ٱلۡقُرۡءَانَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِن مُّدَّكِرٍ

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے!

جلد 9	شمارہ 06	شعبان 1436ھ	جون 2015ء

ISSN 2305-6231

اَللّٰھُمَّ بَلِّغْنَا رَمَضَان

اے اللہ! ہمیں رمضان نصیب فرمادے۔(آمین)

ماھنامہ

حکمتِ بالغہ

جھنگ

مدیر مسئول : انجینئر مختار فاروقی

مشاورت

ڈاکٹر محمد سعد صدیقی

حافظ مختار احمد گوندل

پروفیسر خلیل الرحمٰن

محمد فیاض عادل فاروقی

مدیر معاون ونگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

تزئین وگرافکس: جوادعمر

قانونی مشاورت:

محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ، چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

ترسیل زر بنام: انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

اہل ثروت حضرات کے لیے تاحیات زرِتعاون سترہ ہزار روپے یکمشت

سالانہ زرتعاون: اندرونِ ملک 400 روپے، قیمت فی شمارہ 40 روپے

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-7630863

ای میل: hikmatbaalgha@yahoo.com

ویب سائٹ: www.hikmatbaalgha.com

www.hamditabligh.net

پبلشر: انجینئر مختار فاروقی طابع: محمد فیاض مطبع: سلطان باہو پریس، فوارہ چوک، جھنگ صدر

اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَآلَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا (ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ متاع ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا زیادہ حق دار ہے

مشمولات

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	سورۃ البروج	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		5
3	حرفِ آرزو	انجینئر مختار فاروقی	6
4	رمضان المبارک سے قبل اس کی تیاری	اویس پاشا قرنی	15
5	جناب رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کیسے گزارا؟	انجینئر مختار فاروقی	19
6	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی	سیّد ابوالاعلیٰ مودودی	28
7	قادیانی دھوکہ...... آخر کب تک	قاری محمد سلمان عثمانی	50
8	آستین کے سانپ	محمد منظور انور	52
9	اہل علم کے تاثرات		57
10	تبصرہ وتعارف کتب		60
	'اَشکِ گل' کی تقریب پذیرائی	محمد صدیق ناز	62

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔نہ ملنے کی صورت میں 6 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں (ادارہ)

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

سورة البروج (85) ، آیات 22 ، رکوع 1

(22-10)

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّ الَّذِيۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَتُوۡبُوۡا

جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیفیں دیں اور توبہ نہ کی

فَلَهُمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمۡ عَذَابُ الۡحَرِيۡقِ O

ان کو دوزخ کا عذاب بھی ہوگا اور جلنے کا عذاب بھی ہوگا

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

(اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے

لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ

ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں

ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡكَبِيۡرُ O

یہی بڑی کامیابی ہے

اِنَّ بَطۡشَ رَبِّكَ لَشَدِيۡدٌ O

بے شک تمہارے پروردگار کی پکڑ بہت سخت ہے

اِنَّهٗ هُوَ يُبۡدِئُ وَ يُعِيۡدُ ۝

بے شک وہی پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے وہی دوبارہ (زندہ) کرے گا

وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ ۝

اور وہ بخشنے والا (اور) محبت کرنے والا ہے

ذُوالۡعَرۡشِ الۡمَجِيۡدُ ۝

عرش کا مالک بڑی شان والا

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيۡدُ ۝

جو چاہتا ہے کر دیتا ہے

هَلۡ اَتٰٮكَ حَدِيۡثُ الۡجُنُوۡدِ ۝ فِرۡعَوۡنَ وَثَمُوۡدَ ۝

بھلا تم کو لشکروں کا حال معلوم ہوا ہے (یعنی) فرعون اور ثمود کا

بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِىۡ تَكۡذِيۡبٍ ۝

لیکن کافر (جان بوجھ کر) تکذیب میں (گرفتار) ہیں

وَّ اللّٰهُ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ مُّحِيۡطٌ ۝

اور اللہ (بھی) ان کو گرداگرد سے گھیرے ہوئے ہے

بَلۡ هُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِيۡدٌ ۝

(یہ کتاب ہزل و بطلان نہیں) بلکہ یہ قرآن عظیم الشان ہے

فِىۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ۝

لوحِ محفوظ میں (لکھا ہوا)

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

وَهُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ

تم جہاں کہیں ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے

بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات

1

اِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ، وَمَرَدَةُ الجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذَالِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ

جب رمضان کے مہینہ کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات کو (زنجیروں سے) جکڑ کردیا جاتا ہے اور جہنم کے دروازے بندکردیے جاتے ہیں کہ کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے: اے بھلائی کو چاہنے والے! آگے بڑھ، اور اے بُرائی کو چاہنے والے! رک جا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت سوں کو دوزخ سے آزاد کردیتا ہے۔ اور یہ ہر رات ہوتا ہے۔

(ترمذی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

عالمی صہیونی ایجنڈے کے عین مطابق،

کیا پاکستان کے ٹھیٹھ اِسلامی تشخص پر کاری ضرب

پاکستان کی خالق جماعت 'مسلم لیگ'

کے ہاتھوں ہی پڑنے والی ہے؟

انجینئر مختار فاروقی

01۔ اوائل مئی 15ء میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ (ن) کے ایک ناموروزیر ــــ وزیر اطلاعات جناب پرویز رشید صاحب کا ایک تیکھا اور چبھتا ہوا بلکہ ننگا بیان اسلام، اسلام کے تعلیمی اداروں اور رجالِ دین کے بارے میں اخبارات کی زینت بنا اور میڈیا پر سب نے دیکھا اور سُنا۔ ہمارے نزدیک ہمارے وزیر اطلاعات، جو حکمران جماعت کے SPOKESMAN ہیں، کا بیان ــــ مقتدر مسلم لیگ (ن) کے اندرونی حلقوں میں پاکستان، اسلام، مذہب، مدارس اور رجالِ دین کے بارے میں تصوّرات اور طرزِ فکر کا غماز ہے اور یہ بیان کوئی علیحدہ اور 'سرراہے' قسم کا تبصرہ نہیں ہے بلکہ عالمی صہیونی مغربی طاقتوں (اقوامِ متحدہ کے مستقل ارکان) کے لبرل اور خدا بیزار، وحی دشمن اور اسلام دشمن ایجنڈے کے عین مطابق ہی نہیں بلکہ کسی متوقع اگلے قدم کے بارے میں پیشگی FEELER ہے کہ ردّ عمل کیا آتا ہے؟

02۔ پاکستان کا ایک اسلامی جمہوری ریاست کے طور پر بیسویں صدی کے وسط میں دنیا کے نقشے پر یکا یک اُبھر آنا ــــ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا اظہار تھا اور مذہبی رومانویّت کی اصطلاح بھی بُری نہیں ہے۔ مذہبی رومانویّت یعنی سیّدنا حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق اسلام کے عالمی غلبے کا نقطۂ آغاز کہہ لیں تو بھی مسلمانانِ پاکستان کو یہ مغربی 'گالی' بھی

سر آنکھوں پر۔ نرگسیّت کا طعنہ دینے والے بھی کم نہیں یہ مذہبی نرگسیّت کا مغربی طوق بھی ہم پھولوں کا ہار سمجھ کر گلے میں ڈالے پھر رہے ہیں۔ مغربی میڈیا اور ACADEMIA کی یہ تراشی ہوئی مہذب گالیاں پاکستان بنانے والوں کے لیے کب اور کہاں تراشی گئیں اور کیسے اور کس کی COST پر عام ہوئیں۔ اس کے لیے عالمی سطح پر ذہن سازی کس کس طریقے پر کی گئی اور (بڑی منصوبہ بندی سے کی گئی) 'اقوامِ متحدہ' کا ادارہ جس کا پاکستان بھی ایک بدقسمت 'رکن' ہے اور اس کے اخراجات کے لیے ملک کے مسلمان عوام کی خون پسینے کی کمائی سے ایک حصہ ادا کرتا ہے مگر اس ادارے کے ذریعے مختلف پروگراموں کی آڑ لے کر اس ملک میں لادینیت (SECULARISM)، لبرل ازم، روشن خیالی، حیوانیت، عریانیت اور مخلوط تعلیم کو رواج دیا گیا۔ اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

مصوّر و مفکّر پاکستان علامہ اقبال اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح (اللہ ان پر اپنی رحمتیں فرمائے) کے فکر کے مطابق اس ملک کا ایک نظریہ تھا اور اسی نظریہ کی بنیاد پر یہ ملک بنا تھا اور اسی نظریہ کی مضبوطی اور استحکام میں ہی اس ملک کا استحکام، امن وامان، ترقی اور بقا کا راز مضمر ہے۔

03۔ تحریک پاکستان کے دوران یہ نظریاتی جذبہ دیدنی تھا اور یہ حقیقت مغرب زدہ دانشور حضرات اور مغربی نقطۂ نظر سے سوچنے اور عمل کرنے والے حضرات کے کسی تجزیہ میں FIT ہو یا نہ ہو ـــــ یہ جادو سر چڑھ کر بولا اور اس جذبے نے ـــــ بیسویں صدی کے وسط میں جبکہ سیکولرازم اور جمہوریّت کے بت ابھی 'نئے نئے' تراشے گئے تھے، جوان تھے اور دوسری جنگ عظیم میں اتحادیوں پر فتح کا نشہ ابھی طاری تھا، اپنے آپ کو منوایا اور برطانوی حکومت کی مرضی ومنشا کے علی الرّغم، کانگریس کے دعووں اور بیانات کے خلاف، مسلمانوں کی تعلیمی، اقتصادی اور قومی وملّی کمزوریوں پر مستزاد مسلم قوم کی تقسیم کے باوجود ـــــ دنیا کے نقشہ پر ایک نظریاتی مملکت کے طور پر جگہ بنالی۔

04۔ عالمی صیہونی طاقتوں نے وقتی طور پر پاکستان کا مطالبہ تسلیم کرلیا۔ مگر 3 جون 1947ء سے آج تک کیسی کیسی سازشوں سے اس ملک کے عوام کے دلوں سے اسلام، قرآن اور حضرت محمد ﷺ سے محبت وعقیدت کا جذبہ زائل کرنے کے درپے ہیں۔ یہ سارے عوامل ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے پڑوسی ملک بھارت نے تو آج تک پاکستان کو دل سے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ صحیح تربات یہ

ہے کہ عالمی صہیونی طاقتوں اور UNO کے مستقل ارکان کی اکثریت نے بھی (اسرائیل اور یہود کی خوشنودی کی خاطر) پاکستان کو کمزور کرنے والے ہر عمل کی حمایت کی ہے اور اس پر پیسہ لگایا ہے اور پاکستان کے استحکام کے عوامل کو بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ بے اثر کرنے کا مسلسل 67 برس سے کام کیا ہے اور میڈیا کے ذریعے، تعلیمی اصلاحات کے نام پر، نظامِ عدل کی UPGRADING کے ذریعے، بجلی گیس اور پانی کے منصوبوں میں سرمایہ کاری کے ذریعے، اساتذہ کی تربیت کے امریکی دوروں کے ذریعے، طلبا کے امریکہ (ومغربی) مطالعاتی دوروں کے ذریعے، فلم انڈسٹری کے ذریعے، کمپیوٹر پر غیر اخلاقی مواد کے ذرائع کو عام کرکے، فوجی ٹریننگ، سیاسی زعماء کے امریکی دورے حتیٰ کہ کسانوں، مزدوروں، ڈاکٹروں، انجینئروں، ٹیکنیشنوں کے علاوہ ہنر مند افراد کے ذریعے، ناگہانی آفات، سیلاب (2005ء) کے موقع پر امدادی ٹیموں کے ذریعے، جنرل ضیاء الحق کی حادثاتی موت کی تحقیقاتی ٹیم کے ساتھ تعاون کے ذریعے، دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر اور NGO کے منحوس شیطانی جال کے ذریعے یہ کام مغربی ادارے اور افراد اپنے ذہن کے مطابق 'ثواب' سمجھ کر کر رہے ہیں اور اس طوفان بدتمیزی کے اثرات آج ہماری (1980ء کے بعد کی) نسلوں میں بچشم سر دیکھے جاسکتے ہیں۔

UNO __ عالمی صہیونی حکومت کا دوسرا نام

عالمی حکومت کے لیے اسرائیلی زعماء نے اپنے صدیوں پرانے خواب کی تعبیر کے لیے 1897ء میں سوئزرلینڈ میں جو کانفرنس بلائی تھی (اور یکے بعد دیگرے ایسی کئی کانفرنسیں ہوئیں) جس میں مشہورِ زمانہ PROTOCOLS کی منظوری دی گئی جس کے ذریعے آئندہ ایک صدی کے اندر عالمی اسرائیلی حکومت قائم کرنا تھا اور اس کا نعرہ NEW WORLD ORDER تھا جو دراصل JEW WORLD ORDER کے سوا کچھ نہیں تھا۔

آج کوئی مانے یا نہ مانے زعمائے یہود (1897ء کی سوئزرلینڈ کی کانفرنس میں جنوبی ایشیا سے تین نمائندے شامل ہوئے تھے جن میں ایک 18 سالہ جناب سر آغا خان III بھی تھے) کے خوابوں کے عین مطابق UNO کے ذریعے ایک عالمی حکومت قائم ہے جس کی باگ ڈور یہود کے ہاتھ میں ہے (علامہ اقبال نے بہت پہلے فرمایا تھا ؎ فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے)

اس کے دفاتر ساری دنیا میں ہیں اس کے نمائندوں کو سفارتکاروں کا درجہ حاصل ہے۔اور عام سفارتی عملہ کے برعکس یہ عملہ فلاحی اور رفاہی ناموں سے مصروفِ عمل ہونے کی وجہ سے ہر حسّاس جگہ پر بھی موجود ہے۔

ڈالر کے نام سے ایک عالمی کرنسی ہے (امریکی حکومت میں ڈالر کی چھپائی اور کنٹرول 1843ء سے یہود کے پاس ہے) UNO کے مستقل ارکان میں سے امریکہ، فرانس اور تاج برطانیہ تو صہیونی مہرے ہیں ان کے بارے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں باقی دوممالک بھی صہیونیت کے اثر سے کلیتًا آزاد نہیں۔ امریکہ، فرانس اور برطانیہ کی حکومتیں، اپوزیشن اور متوقّع حکومتوں کے تمام ممبران یہودیوں کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ WTO کے ذریعے عالمی اقتصادیات اور تجارت پر صہیونی قبضہ ہے۔

UNO کا ٹارگٹ صہیونی حکومت کے لئے حالات کو مزید سازگار کرنا ہے اس کے لئے وہ PROTOCOLS میں دیے گئے ایجنڈے پر عمل پیرا رہتے ہیں۔

UNO کی ایک مشکل

UNO کے ایجنڈے میں بے حیائی، عریانی، فحاشی، بے راہ روی، بے دینی، لادینیت، خدا بیزاری، وحی دشمنی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی پھیلانا ایک اہم آئیٹم ہے۔اس کے لئے وہ کس کس طرح سے جتن کررہا ہے وہ اہل علم کے لئے بڑا دلچسپ ہوسکتا ہے۔ (ذرا WOMEN LIB یا BEIJING+5، 10+، 15+ اور 20+ کے نام سے SEARCH کر کے دیکھ لیں) UNO کے ایجنڈے میں مسلم ممالک اور بالخصوص پاکستان حائل ہے مسلمانوں کے ہاں عام طور پر فیملی لاز اور خاندانی نظام مضبوط (IN-TACT) ہے۔ دوسری اقوام میں یہ خاندانی نظام قصہ ماضی ہو چکا اور رہی سہی کسر UNO اپنی رفاہی و فلاحی کاموں کی آڑ میں NGO's کے ذریعے پوری کر رہی ہے۔

پاکستان میں خاندانی نظام پر کاری ضرب لگانے کے لئے بدقسمتی سے ہمارے نظامِ تعلیم میں مجرمانہ طور پر تبدیلیاں کر دی گئی ہیں اور اب پاکستان کے اعلیٰ اشرافیہ کے لیے مختص بچوں کے سکولوں میں آزادی اور 'علم تک رسائی' کے نام پر 7 سال کے بچوں کو جنسی تعلیم دی جارہی ہے

اور ہائی سکولوں میں مخلوط SWIMMING POOLS موجود ہیں، جس سے ان سکوں میں زیر تعلیم بچوں کی ذہنیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ع افسوس کہ فرعون کو 'تعلیم' کی نہ سوجھی (ایسی فرعونی تعلیم اور ابلیسی حکمت کے فیض یافتہ لوگوں سے ہمارے وزیر باتدبیر کی طرح کے عالمانہ تبصرے ہی ظاہر ہونے کی توقّع ہے)۔

UNO اور عورتوں کی آزادی کے نام پر عورتوں کے استحصال کا کام

UNO کے ادارے نے (جس کے چارٹر میں ہے کہ دنیا بھر کے تمام مذاہب اور ممالک کے نظریات اور مذاہب کا احترام کرے گا) 1975ء سے اب تک عورتوں کی نام نہاد آزادی یا معاشرتی پابندیوں سے بغاوت کے اس ابلیسی کام کو آگے بڑھانے کے لئے کیا جتن کیے ہیں؟ وہ ان عالمی کانفرنسوں سے ظاہر ہے

1- World Conference of the International Women's Year - Mexico City (19 June to 2 July 1975)

2- World Conference of the United Nations Decade for Women: Quality, Development and Peace - Copenhagen (14 to 30 July 1980)

3- World Conference to review and appraise the achievements of the United Nations Decade for Women: Quality, Development and Peace - Nairobi (15 to 26 July 1985)

4- Fourth World Conference On Women - Beijing, 1995

5- Five-year Review and Appraisal (Beijing+5): Twenty-third special session of the General Assembly, 2000

6- Ten-year Review and Appraisal: Forty-ninth session of the Commission on the Status of Women, 2005 (Beijing+10)

7- 2010 Beijing+15

8- 2015 Beijing+20

Beijing+20 ابھی 6 تا 8 مارچ 2015ء نیویارک میں ہوئی ہے اور اس کانفرنس کا نعرہ (SLOGAN) "STEP UP" ہے یعنی آخری زور لگاؤ۔ ان کانفرنس کا ہدف اور ٹارگٹ

2030ءتک 50-50 یعنی 2030ءتک مردوزن کی مساوات کا قانون پوری دنیا میں نافذ العمل ہوگا۔(شاید یہ نامبارک کام دجال لعین کے ہاتھوں ہی سرانجام پائے گا جو مسلم شریف کی حدیث کے مطابق یہود میں سے ہوگا اور اصفہان سے نکلے گا (حدیث 2944)۔

ان شیطانی کانفرنسوں کا حاصل دوسرے مذاہب کے نقطۂ نظر سے کیا ہے اور وہ اس کو کس نظر سے دیکھتے ہیں وہ ان کا میدانِ عمل ہے۔مگر بحیثیت مسلمان اور پاکستان کے ایک شہری کے (جہاں آئین میں ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان درج ہے) ہمارا یہ حق ہے کہ ہم UNO کے اس WOMEN LIB کے پروگرام کو اپنے مذہب اسلام کے نقطہ نظر سے دیکھیں UNO کے اس پروگرام کے تحت اب تک کی سفارشات کا مختصر حاصل یہ ہے۔

☆ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی معاشرے میں آزادی حاصل ہونی چاہئے وہ جہاں چاہیں جائیں اور سفر کریں۔

☆ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی مردوں سے اختلاط کی اجازت ہونی چاہئے لہٰذا مخلوط تعلیم، دفاتر میں مردوزن کی مساوی نمائندگی حتی کہ اسمبلیوں اور کونسلوں میں مساوی نمائندگی ضروری ہے۔(مگر حیرت ہے کہ امریکہ جیسے ملک میں آج تک عورت صدر نہ بن سکی جبکہ صہیونی اہلکاروں نے پاکستان، بنگلہ دیش اور مسلم آبادی کے اہم ملک بھارت میں یہ کام کر دکھایا)

UNO کے صہیونی سرپرستوں کی بددیانتی کی مثال اور کیا ہوسکتی ہے کہ امریکہ برطانیہ اور فرانس میں ہر طرح کی آزادی کے باوجود مسلمان عورت حجاب نہیں لے سکتی اور ان ممالک میں ملکی سطح کے قانون ساز اداروں اور شہری کونسلوں میں عورتوں کی اتنی نمائندگی نہیں جتنی امریکہ اور UNO نے پاکستان کے حکمران پرویز مشرف صاحب کا بازو مروڑ کر اس سے منوالی یعنی 33% جو اب بڑھ کر 50% ہونے والی ہے۔(اور پاکستان میں یہ بات ڈوب مرنے کے مقام سے کم نہیں کہ سابقہ دور میں کئی خواتین کونسلر بنیں مرد حضرات اپنی روایتی سادگی اور شرافت میں اجلاسوں میں لے جاتے تھے اور باہر برآمدوں میں انتظار کرتے تھے جبکہ خاتون خانہ دوسرے مرد کونسلرز سے بحث ومباحثہ اور 'کارِسرکار' میں گھنٹوں مصروف ہوتی تھی)۔

☆ عورتوں سے گھریلو اور متأہل زندگی سے فرار کے فروغ کے لئے میڈیا میں ڈرامے،

ٹاک شوز، فلمیں اور فلمی ستاروں اور ڈراموں میں کام کرنے والی عورتوں کی زندگی کو نمونہ بنا کر شادی کو ایک بوجھ اور طلاق کو WOMEN LIB قرار دے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان ہمارے ہاں طلاق کے مقدّمات کی شرح میں ہوش رُبا اضافہ ہو چکا ہے۔

☆ اس میں ایک نئی جہت کا اضافہ عورت کے لئے اسقاطِ حمل کا حق منوانے کا ہے۔ بدکاری کے انسداد کے لئے عملاً سب سے بڑی رکاوٹ 'استقرارِ حمل' کا ڈر ہے۔ UNO کی مہربانی سے اب دنیا میں عورت کو اسقاطِ حمل کا حق حاصل ہے لہٰذا بدکاری فروغ پذیر ہونا لازمی ہے۔

☆ عورت کی آزادی کے لئے سکارف اور برقعہ کو میڈیا کے ذریعے 'گالی' بنا دیا گیا اور اب ہماری وہی عورتیں (جن کی دادی، نانی گھر میں بھی کبھی دوپٹے کے بغیر نہیں رہتی تھی) بازاروں میں بے پردہ، بغیر ڈوپٹے کے، مغربی لباس میں پھرتی نظر آتی ہے۔

☆ اس ضمن میں ہماری صوبائی حکومتوں نے UNO کی مداخلت اور ڈالروں کی امداد کے نام جو قانون سازی قرار دی ہے وہ عام آدمی کو معلوم ہو جائے تو شرم سے سر جھکا لے مگر ہمارے حکمران نامعلوم کیوں اس راستے پر بگٹٹ جا رہے ہیں۔

☆ اِسلامی اور مذہبی و نظریاتی تشخص کے فروغ کے لئے مصوّرِ پاکستان کا کلام ایک TOOL ہوسکتا ہے۔ مغرب نے کمال چابک دستی سے اور مسلم لیگ ہی کی حکومت کے مختلف ادوار میں اقبال کی تعلیمات اور شاعری، تحریک پاکستان کا نظریاتی پہلو اور اسلامی رنگ نمایاں کرنے والے سارے مضامین گذشتہ بیس سالوں میں نکال دیئے ہیں اور اب ہمارے نونہال (جو مستقبل کے معمار بھی ہیں) چوہے بلی کا کھیل (مکی ماؤس) اور سانپوں، بچھوؤں، جادوگروں کی کہانیاں اور نامعلوم کیا کیا پڑھ رہے ہیں۔

☆ اہم بات یہ ہے کہ Beijing+5 کی سفارشات کے مطابق بدکاری کرنے والی عورتوں کو مزدور (سیکس ورکرز) اور ان کی آمدنی کو مزدوری قرار دیا گیا ہے اور دو مردوں یا دو عورتوں کی شادی قانوناً جائز قرار دی گئی ہے اور امریکہ بھارت سمیت کئی ممالک میں یہ کام ایک 'نیکی' سمجھ کر جاری ہے۔

☆ UNO کے شیطانی ایجنڈے کی پٹاری میں سے ابھی بہت کچھ سامنے آنا باقی ہے اور

اگر ہماری حکومتوں (بالخصوص پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ کو جواب حکمران ہے اوراس کا نشان شیر اور دوسری مسلم لیگوں کے مقابلے میں اس کا حصہ بھی LION'S SHARE بھی ہے یعنی سب سے بڑی جماعت ہے۔

اسلامی ملک پاکستان کے نظریاتی تحفظ یعنی اسلام کی ساکھ اوراس کے وقار کی بحالی بھی مسلم لیگ (ن) کی ذمہ داری ہے اورعین اَخلاقی فرض ہے۔

فوری اقدامات

اس ضمن میں کئی اِقدامات اٹھائے جاسکتے ہیں جن میں سے چند ناگزیر اقدامات درج ذیل ہیں:

(i) UNO کے ایجنڈے میں کشمیر کا مسئلہ 67 سال سے صہیونی مفادات کا شکار ہے۔ UNO کی سلامتی کونسل کو مسئلہ حل نہ ہونے پر UNO سے علیحدگی اور کشمیر کے مسئلے کو اپنے ہاتھ میں لینے کی دھمکی دی جائے اور مسلم مما لک کو سفارتی ذرائع سے اپنا ہم خیال بنایا جائے۔

(ii) گذشتہ 25 سالوں میں تعلیمی میدان میں عالمی صہیونی دباؤ میں جو تعلیمی شعبے میں نصاب، ڈسپلن اور غیر نصابی سرگرمیوں میں تبدیلیاں کی گئی ہیں ان سب کو (کمپیوٹر کی اصطلاح میں UNDO) کردیا جائے یعنی پرائمری لیول سے فکرِ اقبال، قائدِاعظم کی تقاریر، تحریک پاکستان کی تاریخ کا مُسلم نقطۂ نظر اور دوقومی نظریہ کے حوالے سے مثبت اور جذباتی مواد شامل کیا جائے۔ دوقومی نظریہ کو ارادۃً اجاگر کیا جائے۔

(iii) ملک عزیز میں میڈیا پر بھارتی فلمیں، ڈرامے اور کرکٹ و فلمی ستاروں کی دوقومی نظریہ کے دشمن EXPOSURE بند کیا جائے۔ ہندو کلچر کا میڈیا پر تعارف ممنوع کر دیا جائے۔

(iv) فکرِ اقبال کے مطابق علامہ اقبال کی شاندار نظمیں سکولوں میں لازم کی جائیں اور تمام سرکاری، نجی اور بڑے تعلیمی اداروں میں روزانہ آغازِ تعلیم پر ان کا پڑھنا لازم کیا جائے۔

(v) عربی زبان کی تعلیم لازم کی جائے۔

(vi) انگریزی زبان میں پہلی کلاس سے تعلیمی میڈیا کے طور پر تبدیل کر کے اردو کو رائج کیا جائے (اوراس سلسلے میں ہمارے سرکاری اہل کاروں اور عوامی نمائندوں نے برطانیہ، امریکہ اور UNO سے مالی مفادات حاصل کیئے ہیں یا تحفے وصول کیئے ہیں وہ سارے ان مما لک کو واپس لوٹا دیے جائیں)

(vii) مخلوط تعلیم کو چوتھی جماعت کے بعد تمام تعلیمی اداروں اور تمام سطحوں پر ختم کر دیا جائے۔

(viii) ہسپتالوں میں بچوں اور زنانہ وارڈز میں خواتین نرسیں اور مردوں کے وارڈز میں مرد نرسیں (MALE NURSES) متعین کئے جائیں۔

(ix) نظریۂ پاکستان ٹرسٹ کے تحت نظریہ پاکستان ٹی وی چینل جاری کیا جائے۔

(x) اقبال اکیڈمی، بزمِ اقبال اور ایوان اقبال کو فکرِ اقبال کی روشنی میں فعال بنایا جائے۔

(xi) UNO اور دوسرے مغربی سرپرستوں کے نزدیک جلد ہی اردو زبان کا SCRIPT بدل کر ROMAN URDU کیا جانے والا ہے اس کا راستہ روکا جائے اور اردو کو آئینی تقاضے کے عین مطابق فوراً قومی زبان کا درجہ دیا جائے۔

(xii) برطانوی سامراج کی تمام نشانیاں اور بندھن ختم کر دیے جائیں اور COMMON WEALTH جیسے اداروں سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ ملک کے تمام سکولوں (چاہے غیر مسلموں کے ہوں) میں جنسی تعلیم کا نصاب فوراً ختم کر دیا جائے۔

(xiii) جس ادارے کے سرپرست اور مالکان غیر مسلم ہوں ان اداروں میں صرف اسی غیر مسلم اقلیت کے افراد کو داخلہ دینے کا پابند بنایا جائے اور ایسے اداروں میں مسلمانوں کے داخلے پر پابندی لگائی جائے۔

(xiv) غیر مسلم اقلیتیں (بالخصوص احمدی حضرات) مغربی استعمار اور UNO کے آلہ کار بنتے ہیں اور ان کے اہل کار کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ آئندہ مردم شماری میں غیر مسلم اقلیتوں کے علیحدہ اندراج اور عام خط و کتابت اور رہن سہن میں ان کی پہچان کا کوئی معیار بنایا جائے تاکہ عام سادہ لوح مسلمان کسی دھوکہ باز سے دھوکہ نہ کھائیں۔

(xv) پاکستان کے اسلامی تشخص کے تحفظ کو مسلم لیگ کے اندر بھی اور ملک بھر میں یقینی بنایا جائے۔

(xvi) وزیر اطلاعات جناب پرویز رشید کو اس صحیح سمت میں پہلے قدم کے طور پر اخلاص نیت کے اظہار کے لئے فی الفور برطرف کر دیا جائے۔

اے اللہ ہمارے حکمرانوں کو یہ اقدامات کر کے بانیانِ پاکستان علامہ اقبال اور قائداعظم (اللہ ان پر رحمتیں نازل فرمائے) کی روحوں کو آرام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رمضان المبارک سے قبل اس کی تیاری

اویس پاشا قرنی
(انتخاب: انجینئر عبداللہ اسماعیل)

رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صلحائے اُمت آمدِ رمضان کے منتظر رہا کرتے اور جب رَجب کا مہینہ شروع ہوتا تو یہ دُعا فرماتے: ((اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وشَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ)) (مشکوٰۃ شریف) ''اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینے میں برکت فرما اور ہمیں رمضان کے مہینے تک پہنچا''۔ یہ طرزِ عمل اُن کے انتظار و شوق اور تیاریٔ رمضان پر شاہد ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ ماہِ مغفرت ہے۔ پس رمضان کی برکات سے اِستفادہ اور رمضان میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کے لیے ذہنی و عملی تیاری بہت ضروری ہے۔ جس کی بابت اہم امور درج ذیل ہیں:

احساس فضیلت ماہِ رمضان سے وہی آدمی فائدہ اُٹھا سکتا ہے جسے اس کی فضیلت کا اندازہ ہوگا۔ یہ معلومات انسان کے ذوق وشوق میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔

اس کا بہترین ذریعہ احادیث پاک ہیں جو فضائلِ رمضان کے عنوان سے مجموعہ ہائے حدیث میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان میں شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں۔ رحمت اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آواز لگائی جاتی ہے اے نیکی کرنے والے آگے بڑھ اور اے برائی کے چاہنے والے برائی سے پیچھے ہٹ جا، نیز رمضان کی ہر رات بہت سارے لوگوں کو دوزخ سے نجات دی جاتی ہے۔ (ترمذی و دیگر)

مسائل کا علم رمضان سے قبل اور دوران، روزے کے مسائل کا بھی علم حاصل کرنا چاہیے تاکہ مفسدات ومکروہات سے بچا جا سکے اور آداب وشرائط کے ساتھ یہ فریضہ ادا ہو۔اسی طرح جن افراد کا اعتکاف کا ارادہ ہو، انہیں اس کے مسائل وآداب سے بھی واقفیت حاصل کرنی چاہیے۔

معمولات کا تعین قبل از رمضان ہی اس مہینہ کے معمولات کا تعین کر لینا چاہیے، زیادہ سے زیادہ وقت عبادات و دینی مشاغل کے لیے فارغ کرنے کی کوشش کی جائے۔ لایعنی اُمور سے مکمل اجتناب کے عزم کے ساتھ اپنے لیے خود قابل عمل اَہداف معین کرنے چاہئیں جیسے روزانہ تلاوتِ قرآن حکیم کے نصاب میں گراں قدر اضافہ، کسی تفسیر یا دینی کتب کا مطالعہ اور دروسِ قرآن کی سماعت وغیرہ۔

رمضان المبارک کے اہم اعمال

روزہ (صیام) اللہ تبارک وتعالیٰ نے روزے کی عبادت کو فرض قرار دیتے ہوئے فرمایا: ’’تم میں سے جو کوئی بھی رمضان کا مہینہ پائے تو وہ (لازماً) روزے رکھے‘‘ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ’’جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ رکھے اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔‘‘ (صحیح بخاری) مزید فرمایا: ’’انسان جو بھی عمل کرتا ہے اُس کا اجر اسے دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ملتا ہے لیکن روزے کی بابت اللہ عز وجل فرماتے ہیں کہ یہ عمل چونکہ خاص میرے لیے ہے اس لیے میں ہی اس کی جزا دوں گا کیونکہ روزہ دار صرف میری خاطر اپنی جنسی خواہش، کھانا اور پینا چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اسے روزہ کھولتے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔‘‘ (صحیح مسلم)

روزے کی حفاظت بہت ساری احادیث میں روزے کو ڈھال قرار دیا گیا ہے۔ یہ ڈھال انسان کو دنیا میں برائی اور آخرت میں عذاب سے بچاتی ہے۔ لیکن اس بچاؤ کا انحصار ڈھال کی مضبوطی پر ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’روزہ

تمہارے لیے ڈھال ہے جب تک اسے توڑ نہ ڈالو' (سنن دارمی) امام دارمی فرماتے ہیں کہ توڑنے سے مطلب غیبت وغیرہ میں ملوث ہونا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے ''جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو کوئی حاجت نہیں کہ یہ شخص کھانا پینا چھوڑے'' (صحیح بخاری)۔ نبی اکرم ﷺ نے بطورِ مثال چند کاموں کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ فحش گوئی کرے اور نہ ہی شور وغل مچائے۔ اگر کوئی دوسرا اسے گالی دے یا لڑنے کی کوشش کرے تو اُس کو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔'' (بخاری)

قیام (تراویح)

رمضان المبارک کی راتوں میں نفل نماز کا ادا کرنا حد درجہ باعث فضیلت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دلاتے تھے بغیر اس کے کہ اسے فرض قرار دیں۔ پس آپ ﷺ فرماتے ''جس نے رمضان کی راتوں میں کیا ایمان کی حالت میں، ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔'' (صحیح مسلم)

عظمتِ صیام وقیام

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''روزہ اور قرآن دونوں بندے کے حق میں سفارش کریں گے، روزہ عرض کرے گا! اے میرے رب! میں نے اس بندے کو دن میں کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا، اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس کو رات کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما چنانچہ دونوں کی سفارش قبول ہو جائے گی۔'' (مسند احمد)

فہم وتلاوت قرآن

رمضان اور قرآن کا باہم گہرا تعلق ہے۔ نزولِ قرآن رمضان میں ہوا اور ''دورۂ قرآن'' بھی رمضان ہی میں قرار پایا۔

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جبریلؑ رمضان کی ہر شب آپ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے اور آپ ﷺ انؑ سے قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے تھے'' (صحیح بخاری)۔ اس لیے رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت وترتیل کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔ فہم قرآن کے لیے دورۂ ترجمہ قرآن کے اجتماعات میں حاضر ہونا بہت ہی فائدہ مند ہے۔ البتہ اس کے ساتھ ساتھ انفرادی طور

پر بھی تلاوت وترجمہ اور مطالعہ تفسیر کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اعمال صالحہ کا زیادہ اہتمام نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ ''روزے داروں میں سے زیادہ اجر کسے ملے گا'' فرمایا ''اللہ کا زیادہ ذکر کرنے والے کو'' (مسند احمد)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکیوں کی برکت سے رمضان کا اجر زیادہ ہو جاتا ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان میں نوافل کا اجر فرض کے برابر جبکہ فرض کا اجر ستر گنا کر دیا جاتا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ) پس ہمیں رمضان میں اللہ کے ذکر اور دیگر نیکیوں کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

روزہ افطار کروانا نبی ﷺ نے فرمایا ''جس نے کسی روزہ دار کو روزہ افطار کروایا اسے روزے دار کے برابر اجر ملے گا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی کی جائے'' (جامع ترمذی)۔ البتہ افطاریوں میں اتنی کثرت وتکلف سے بچنا چاہیے کہ عبادات کا حرج ہونے لگے۔

سحری کرنا بعض لوگ رات کو ہی کھا کر سو جاتے ہیں اور سحری کے وقت بیدار نہیں ہوتے۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے: ''سحری کیا کرو کہ بے شک سحری میں برکت ہے۔'' (بخاری)

آخری عشرے کا اہتمام ماہ رمضان کے آخری عشرے کی خصوصی فضیلت ہے۔ ''جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو آپ ﷺ با ہتمام شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے، خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے۔'' (بخاری)

اعتکاف آخری عشرے کی خاص عبادت اعتکاف ہے۔ نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات سے دوچار کیا۔ (مسلم)

لیلۃ القدر کی تلاش یہ وہ عظیم رات ہے جس میں قرآن پاک کا نزول ہوا، یہ اپنی عظمت میں ہزار رات سے بڑھ کر ہے۔ اس میں خاص برکتوں ورحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کی عبادت

(باقی صفحہ 00

(بقیہ از ''رمضان سے قبل اس کی تیاری'')

کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ''لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں (بذریعہ عبادت) تلاش کیا کرو'' (متفق علیہ) دیگر روایات میں بطور خاص آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش (یعنی عبادت) کا حکم دیا گیا ہے۔

دعوت دین رمضان میں چونکہ نیکی کی طرف ایک عام رغبت پائی جاتی ہے لہٰذا دعوت دین کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے کہ یہ کام بہت بڑے اجر کا باعث ہے۔

اپنے عزیز و اقارب کو فرائض دینی کی تلقین کے ساتھ، دینی لٹریچر کی تقسیم، دورہ ترجمہ قرآن اور دیگر دینی اجتماعات میں شرکت کی دعوت کے ذریعے دعوت دین میں سے اپنا حصہ لیا جا سکتا ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کیسے گزارا؟

انجینئر مختار فاروقی

ماہِ صیام کی آمد آمد ہے اور اس بابرکت اور عظیم مہینے کی عبادات کی اہمیت ہر باعمل مسلمان پر واضح ہے۔ تاہم ہمارا عام تصور یہ ہے کہ اس ماہ میں اپنی مصروفیات ـــــ اور ہو سکے تو ہر طرح کے میل جول کو منقطع کر کے بس دن رات عبادت میں لگے رہنا ہی شاید اس ماہِ صیام کا حق ادا کرنا ہے اور اس کی وجہ شاید یہ بھی ہے کہ ہم عام طور پر فضائلِ رمضان المبارک میں احادیث نبوی اور تفصیلات ہی وہ بیان کرتے ہیں جو اسی مزاج کی حامل بھی ہیں اور اسی سوچ کو پختہ تر کرنے والی ہیں ہمارے ہاں گزشتہ پانچ چھ سو سال کے بزرگانِ دین کے تذکروں میں جو نقشہ ماہِ صیام کی مصروفیات کا سامنے آتا ہے وہ ایسا ہی ہے کہ بس اسلاف کا طریقہ یہ ہے کہ اس ماہ ہر قسم کا سفر ترک کر دیا جائے اور عوام سے میل ملاقات میں وقت لگانے کی بجائے بس عباداتِ الٰہی اور نیکی کرنے میں وقت گزارا جائے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلام قرآن مجید کے سیاقِ کلام میں دیکھیں تو یہاں عبادتِ صوم اور ماہِ صیام کی مصروفیات اور تفصیلات کے بیان والے رکوع سے چند رکوع پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے، اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ـــــ تعمیر کعبہ کا ذکر ـــــ اور پھر عظیم المرتبت دعا کا ـــــ جس کی قبولیت میں تو اگرچہ 2500 سال لگ گئے مگر کامل اور اکمل ترین نبی، بلند پایہ رسول اور ختم المرسلین حضرت محمد ﷺ تشریف لائے۔ بقول حالی

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیلؑ اور نوید مسیحاؑ

پھر آپ ﷺ کی مدنی زندگی کے آغاز پر ہی اسی بیت اللہ کی تولیت کی ـــــ ''حق بحق دار رسید'' کے مصداق ـــــ سپردگی یعنی تحویل قبلہ کا تذکرہ ہے اور اس کی آئندہ مسلمانوں کی زندگی میں مرکزی اہمیت کا ـــــ کہ ہر روز نماز پنجگانہ کے لئے تم مسلمانو جہاں کہیں بھی ہو تمہیں اس قبلہ کی طرف رخ کرنا ہوگا۔

اس اہم ہدایت کی بعد شانِ رسالت مآب ﷺ کا ذکر ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے تم حقیقت سے واقف نہیں تھے یہ آپ ﷺ کی شان اقدس ہے کہ آپ انہیں وہ باتیں عام انداز میں سکھا رہے ہیں جو یہ جانتے نہیں تھے۔ اور اس شاندار تذکرے کے ساتھ ہی صبر اور صلوٰۃ کا ذکر ہے ـــــ بالواسطہ جنگوں اور کفار سے مقابلے کا ذکر ہے اور اس راہ میں شہادت کے اعلیٰ مقام کا ذکر ہے کہ شہید تو زندہ ہوتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو۔

اس پس منظر میں بات یہود کے تذکرے سے ہوتی ہوئی آیاتِ الٰہی اور غلط قیادتوں اور الائمۃ المضلون کی ملمع سازیوں کے حوالے کے بعد شیطان کے ذکر پر آتی ہے، حلال وحرام اور یہود کے انکار قرآن مجید پر رکوع ختم ہوتا ہے۔

اب یہاں ''نیکی کی حقیقت'' کا تذکرہ ہے، یہود کی معہود ذہنی کی نفی ـــــ کہ مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنا ہی کل نیکی نہیں بلکہ نیکی تو اللہ اور آخرت کو اور پیغمبر یعنی حضرت محمد ﷺ کو ماننے میں ہے اور آپ ﷺ جو نیکی کا تصور لائے ہیں اس میں جہاد اور قتال ہی نیکی کی اعلیٰ شکل ہے جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی تفصیلی روایت جو سفر تبوک سے متعلق ہے سامنے آتی ہے۔

بعد ازاں اسی جہاد سے پیدا شدہ مسائل یعنی شہادتوں کے بعد وراثت اور دیگر تفصیلات کے بعد روزے کی فرضیت اور اس کے احکام اور حکمتیں مذکور ہیں اور اس رکوع میں روزے کی عبادت کے ساتھ تجرد کی زندگی کی تخفیف اور متاہل زندگی کی بلند شان کا اشارہ ہے اور ساتھ ہی کسب حلال اور اکل حلال کا ذکر ہے۔ اس رکوع کے بعد حج اور ساتھ ہی پھر جنگ کا ذکر ہے۔ گویا قرآن مجید میں سیاق و سباق ـــــ جہاد، جنگ اور اس کے متعلقہ مسائل ہی کے

درمیان ماہِ صیام کا ذکر ہے اور اس ماہ کی فضیلت اور قرآن مجید کی فضیلت کا ذکر ہے۔

اب تک کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ روزہ ایک تربیت ہے اور قرآن مجید کا تراویح میں سننا ایک روحانی ترقی کا ذریعہ ہے مگر سوال یہ ہے کہ یہ ساری محنت مشقت کس مقصد کے لئے ہے؟ یہ تیاری آئندہ کن مشکل مراحل کی طرف اشارہ کر رہی ہیں؟ ـــــ اس استخراج کی کوشش راقم خود اپنے ناقص ذہن سے کرے گا تو ایک ناپاک جسارت اور چھوٹا منہ اور بڑی بات ہوگی جس کا راقم اپنے دین وایمان کی حفاظت کی خاطر سوچ بھی نہیں سکتا کہ دینی معاملات میں کوئی بات خیر القرون سے ہٹ کر یا بلا دلیل کی جائے۔

آیئے ـــــ اس ساری بحث کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے سیرت النبی ﷺ کے ماہ و سال اور رسالت مآب ﷺ کے پیغمبرانہ کارناموں کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے رمضان المبارک کیسے گزارے اور آپ ﷺ کے ساتھیوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی معیت اور اتباع میں یہ وقت کیسے صرف کیا۔

یہ بات طے ہے کہ رمضان المبارک کے روزے 2 ہجری میں فرض ہوئے اور اس کے احکام دو تین سالوں میں مکمل ہوئے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کا رکوع 23 خود اشارہ کر رہا ہے کہ اس کی آیات میں زمانہ نزول کا فصل موجود ہے۔

اب 2 ہجری کے رمضان المبارک سے آپ ﷺ کے وصال مبارک یعنی ربیع الاول 11 ہجری تک' 9 ماہ صیام آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں آئے ہیں۔ یہ 9 ماہ صیام آپ نے کیسے اور کن حالات میں گزارے اور اپنے ساتھیوں (رضی اللہ عنہم) کی کیا تربیت فرمائی اور کیا پیغام دیا؟ وہ سیرت النبی ﷺ کی کتابوں کے حوالے سے دیکھتے ہیں۔

رمضان المبارک 2 ہجری

یہ پہلا ماہِ صیام ہے، بڑے ذوق وشوق سے مدینہ منورہ میں اس عبادت کا آغاز ہوا ، اہتمام کیا گیا۔ ساتھ ہی مکہ میں جو وادی نخلہ میں مہم حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں روانہ کی تھی اور ان کے ہاتھوں یکم رجب 2 ھ کو ایک کافر مارا گیا اس کے اثرات اور ردِّ عمل مکے میں جاری تھا اور نبی اکرم ﷺ اس پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ (حضرت) ابوسفیان کی

زیر قیادت جو قافلہ ملک شام جا رہا تھا (جمادی الاوّل 2 ہجری، مطابق نومبر 625ء) میں اس کے تعاقب کے لئے ایک مہم روانہ کر چکے تھے۔

اب وہ قافلہ بھی واپس آ رہا تھا اس کی اطلاعات تھیں اور قریش بھی جوش انتقام میں جل بھن کر جنگی تیاریوں میں مصروف تھے کہ آپؐ رمضان المبارک کے دوسرے ہفتے میں 313 جانثاروں کو ساتھ لے کر نہایت قلیل تیاری کے ساتھ قافلے کا راستہ روکنے کا ارادہ کر کے مدینہ سے نکلے اور اس سفر میں ہی اللہ تعالیٰ نے فتح کا وعدہ فرمایا اور اپنی تدبیر سے اہل ایمان اور کافروں کو بدر پہنچا دیا جہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تاریخی فتح دے کر ''یوم بدر'' کو ''ایام اللہ'' میں سے اہم دن بنا دیا۔ یہ واقعہ 17 رمضان المبارک کا ہے۔ گویا یہ پہلا رمضان المبارک جنگ بدر کی طرف پیش قدمی اور جنگ کے بعد کے حالات سے نپٹتے نپٹتے گزر گیا۔ مسلمانوں کی پہلی عید ـــــــ میدانِ بدر کی شاندار کامیابی، سورۃ روم میں موعود یہود و نصاریٰ کی فتح کی خوش خبری کا مدینہ پہنچنا اور بدر کی فتح پر آس پاس کے علاقوں سے تہنیتی وفود کے جلو میں گزری۔

؎ عیدِ آزاداں شکوہَ ملک و دین
عیدِ محکوماں ہجوم مؤمنین

رمضان المبارک 3 ہجری

رمضان المبارک 3 ہجری آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے مدینے میں گزارا، اس دوران میں قریش کی سال بھر کی جنگی تیاریوں کی تکمیل کی اطلاعات آ رہی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ مشوروں میں وقت گزار رہے تھے کہ یکا یک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قاصد کے ذریعے مکہ سے تین ہزار افراد کا لشکر روانہ ہونے کی اطلاع ملی جو بھرپور تیاری کے ساتھ روانہ ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحمل سے مشورے کیے اور دفاعی اور جنگی منصوبہ بندی فرمائی۔ مدینہ منورہ اس وقت یہود کی سازشوں کا گڑھ بنا ہوا تھا اور منافقین اضافی طور پر مسلمانوں کے لیے مارِ آستین کا کام کر رہے تھے۔ سورۂ آلِ عمران میں یہود کی سازشوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ الفاظ کی سختی ہی بتا رہی ہے کہ صورت حال کس قدر سنگین تھی۔

الٓمّٓ O اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ O نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَ الْاِنْجِیْلَ O مِنْ قَبْلُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ O اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِO (5-1:02)

الم۔ اللہ (جو معبودِ برحق ہے) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہمیشہ رہنے والا، اس نے (اے نبی) تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی (آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اسی نے تورات اور انجیل نازل کی، (یعنی) لوگوں کی ہدایت کے لیے (تورات اور انجیل اتاری) اور (پھر قرآن جو حق اور باطل کو) الگ الگ کر دینے والا ہے نازل کیا، جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ان کو سخت عذاب ہوگا اور اللہ زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے۔ اللہ (ایسا خبیر و بصیر ہے کہ) کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں۔

اغلباً یہی دور ہے کہ جب آپ ﷺ مسلمانوں کے ان امور اور جنگی تیاری کے معاملات پر کثرت سے مشورے کرتے رہتے تھے اسی صورت حال کا ذکر ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْمُرُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فِي الأَمْرِ مِنْ أَمْرِ المُسْلِمِينَ وَ أَنَا مَعَهُمَا (ترمذی)

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کے وقت مسلمانوں کے مسائل کے بارے میں گفتگو کرتے تھے اور میں ان کے ساتھ ہوتا تھا''۔

اس سے آپ صورت حال کی سنگینی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

رمضان المبارک کے آخری ایام اور عید الفطر اسی منصوبہ بندی میں گزارے، قریش کا لشکر 6 شوال 3ھ کو مدینہ اترا، آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ باہر نکل کر رات گزاری اور 7 شوال 3ھ کو جنگ اُحد کا دن ہے۔ یہ دن یوں بھی بہت اہم ہے کہ آپ ﷺ زخمی ہوئے زمین پر گرے اور آپ ﷺ کے دانت مبارک شہید ہوئے۔ اس جنگ میں 70 مسلمانوں نے

جامِ شہادت نوش کیا جن میں حضرت امیر حمزہ، حضرت مُصعب بن عمیر اور حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ انہیں حالات میں شوال 3 ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

رمضان المبارک 4 ہجری

شعبان 4 ہجری میں کفار کے عہد کے مطابق ایک معرکہ پیش آیا جسے غزوہ بدر دوم کہتے ہیں اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ واپسی پر رمضان کا ماہ مبارک آیا جو آپ نے مدینے میں گزارا۔

رمضان المبارک 5 ہجری

الرحیق المختوم کے مؤلف مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری کے بقول غزوہ احزاب شوال 5 ھ میں پیش آیا تھا۔ دو تین ماہ قبل سے ہی قریش کی جنگی تیاریوں کی اطلاعات مدینہ پہنچ رہی تھیں، عرب بھر سے قریش کے حلیف (اتحادی) قبائل کے لشکر تیار تھے اور مدینہ پر حملہ کے منتظر۔ اس پس منظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کا حکم دیا، یہ آپ کی ذاتی بصیرت کا شاہکار ہے۔ یہ خندق تقریباً 9 کلومیٹر لمبی تھی اور مسلمانوں نے نہایت جانفشانی سے اس کی کھدائی کی تھی، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں شریک رہے، سردی کا موسم تھا۔ ماہ رجب، ماہِ شعبان اور رمضان المبارک 5 ھ کا ایک حصہ اسی خندق تیاری میں گزر گیا۔ اور باقی رمضان المبارک، شوال کا مہینہ لشکر کی آمد اور حملہ کے خطرہ کی کیفیت میں گزرا۔ شوال میں 28 دن یہ محاصرہ رہا تاہم کفار کا لشکر بغیر فتح کے نامراد لوٹ گیا۔ یہ مسلمانوں کے لئے بڑی کامیابی تھی۔ یہ رمضان المبارک بھی جنگی تیاریوں، رات کے پہروں اور جہاد کے ماحول میں گزرا۔

رمضان المبارک 6 ہجری

2 شعبان کو غزوہ بنی المصطلق کے لئے روانگی ہوئی اور اواخر شعبان میں واپسی، اسی غزوہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر قذف کا واقعہ پیش آیا جس سے 40 روز تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھریلو معاملات میں منافقین کے رویے کی وجہ سے بظاہر سخت غم انگیز کیفیت سے دوچار رہے، پورا رمضان المبارک

ظاہری طور پر ایک طرح کی بے سکونی میں گزرا۔ تا آنکہ قرآن مجید کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت فرمادی اور منافقین کی فتنہ انگیزیوں کا پردہ چاک کردیا۔

رمضان المبارک 7 ہجری

صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمان عمرہ نہیں کر پائے تھے اس لئے قضائے عمرہ کے لئے 7ھ میں روانگی ہوئی۔ صلح کے بعد امن کا زمانہ رہا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف آوری کے بعد یہ پہلا رمضان المبارک ہے جو نہایت سکون کے ساتھ گزارا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو روزے کی برکات اور احکام سکھائے۔ اغلباً اس دفعہ شعبان کے آخری دن رمضان المبارک کی آمد پر خطبہ ارشاد فرمایا جو حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ 130 صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایک مہم کے لئے مقام میفعہ روانہ فرمایا۔

رمضان المبارک 8 ہجری

8 ہجری میں رمضان المبارک کی آمد سے پہلے ہی حدیبیہ کا معاہدہ قریش کی بدعہدی کی وجہ سے ٹوٹ چکا تھا۔ حضرت ابوسفیان اس کی تجدید کی کوشش کے لئے مدینہ حاضر ہوئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے ملاقات ہی نہیں فرمائی۔ حضرت ابوسفیان کی واپسی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا، تیاری کے بعد سفر کا آغاز کیا اور دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مکہ کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے، بغیر جنگ کے مکہ فتح ہوگیا۔ یہ واقعہ 20 رمضان المبارک 8ھ کا ہے۔ 15 دن مکہ میں قیام رہا۔ گویا اوائل رمضان المبارک سے ہی مکہ روانگی ہوگئی تھی۔ یہ ماہِ صیام بھی جہاد اور جنگ کی کیفیات میں بسر ہوا۔

رمضان المبارک 9 ہجری

یہ ماہِ صیام سفر تبوک میں صرف ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس جنگ کی تیاری فرمائی،

نفیر عام دی 30,000 کا لشکر لے کر مقام تبوک روانہ ہوئے۔ ایک ماہ جانے میں صرف ہوا، ایک ماہ کے لگ بھگ وہاں قیام رہا، قیصر روم جنگ میں مقابلہ پر نہیں آیا۔ واپسی کا سفر رمضان المبارک میں ہوا، اور شوال کے اوائل میں مدینہ تشریف آوری ہوئی۔ یہ ماہ صیام پورا سفر جہاد میں گزرا۔

رمضان المبارک 10 ہجری

یہ ماہِ صیام جو آپ ﷺ کی وفات سے تقریباً چھ ماہ پہلے آیا آپ ﷺ نے مدینہ میں گزارا اور چونکہ 8 ھ اور 9 ھ کے ماہ صیام میں آپ ﷺ مدینہ میں مقیم نہ ہونے کی وجہ سے اعتکاف نہیں کر سکے تھے؛ اسی لئے آپ ﷺ نے پورے ماہ کا اعتکاف فرمایا۔ واللہ اعلم

خلاصہ کلام یہ ہے کہ:

1 ماہِ صیام مسلمانوں کی فوجی قسم کی ایک تربیت کرتا ہے اور روحانی برکات تو جو ہیں وہ ہیں ظاہری برکات میں سے بھی ڈسپلن اور نظم وضبط کا عادی بناتا ہے اس نظم وضبط کا ہدف اور استعمال کیا ہے؟ یہ آج کا عام مسلمان اور رہنمایانِ قوم نہیں سوچتے صوفیاء کرام اپنے مریدوں کی تربیت کر رہے ہیں مگر اس تربیت کا ہدف کیا ہے؟ یہ بات بھی بتانا اور عام کرنا ضروری ہے اس تربیت کا ہدف سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے نہیں ہے صوفیائے کرام مصلحتاً مریدین کو یہ ہدف نہیں بتاتے کہ پھر وہ جلد یا بدیر جہاد پر جانے کا مطالبہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ تربیت میدان جہاد میں بھی دی اور سفر جہاد میں بھی دی اور روزے کی برکات کا صحیح مصرف اور صحیح استعمال سکھایا۔

2 آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے مدنی دور میں 9 ماہ صیام آئے جن میں رمضان 2 ھ جنگ بدر میں اور رمضان 3 ھ جنگ اُحد سے قبل کی تیاری میں صرف ہو گئے۔ رمضان 5 ھ جنگ احزاب سے قبل خندق کی کھدائی اور جنگی

تیاریوں میں گزرا۔ رمضان 6ھ غزوہ بنوالمصطلق سے واپسی پر منافقین کی شرارت کے نتیجہ میں واقعہ افک کے پریشان کن حالات اور کرب میں گزرا۔ رمضان المبارک 8ھ فتح مکہ کے سفر اور فتح مکہ اور اس کے بعد جنگی انتظامات میں صرف ہوگیا۔ 9ھ کا ماہ صیام قیصر روم کے مقابلے میں جنگ کے لیے لشکر کی روانگی قیام اور واپسی میں گزر گیا۔ صرف 4ھ، 7ھ، 10ھ کے 3 ماہِ صیام مدینے میں حالت امن میں گزرے۔

3 اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس ماہ کی عبادت کے نتیجے میں حاصل توانائی اور روحانی جذبے اور شوق کا اصل ہدف سوائے جہاد کے اور کچھ نہ تھا۔

4 کاش آج ہمارا اور ہمارے سارے مسلمان بھائیوں کا رمضان المبارک گزارنے اور اس کی برکات کے حصول کا ہدف ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے نقش قدم پر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اِتباع میں جہاد کا شوق اور جذبہ جہاد اجاگر کرنا ہی ہو جائے تو شاید اس سے اُمت مسلمہ کی تقدیر بدل جائے۔

وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْز

حضرت محمد ﷺ کی آمد کے بارے میں
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی

بشکریہ

سورۃ الصّف کی آیت ٦ کے تفسیری نکات (NOTES)

(تفہیم القرآن جلد ۵) سیّد ابوالاعلیٰ مودودی

چند ماہ قبل مغرب (صہیونیت) کے اسلام دشمن، خدا دشمن اور وحی بیزار رویوں کا اظہار ہوا تھا اور اب ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت آزاد خیال اور لبرل امریکہ (آزاد خیالی اور لبرل ازم دراصل اسلام دشمنی کے ساتھ خدا بیزاری اور وحی دشمنی کی ایک شکل ہے) میں بھی یہی کچھ ہوا ہے۔ حالانکہ حضرت محمد ﷺ مغرب کے کلیسا کے پیغمبر (بلکہ تثلیث کے قائلین کے خدا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ممدوح بھی ہیں، پیشرو بھی ہیں اور مبشّر (جس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیش گوئی فرمائی) بھی ہیں۔ عیسائی عالم اور عوام اس حقیقت سے آنکھیں چراتے ہیں۔ ہم یہاں تفسیر تفہیم القرآن سے شکریے کے ساتھ سورۃ الصّف کی آیت 06 کے الفاظ مُصَدِّقًا اور مُبَشِّرًا کے چشم کشا تفسیری NOTES شائع کر رہے ہیں اس سے قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ (ادارہ)

وَ اِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ہٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ۝

اور یاد کرو عیسیٰؑ بن مریم کی وہ بات جو اس نے کہی تھی کہ ''اے بنی اسرائیل، میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا''۔

یہ قرآن مجید کی ایک بڑی اہم آیت ہے جس پر مخالفین اسلام کی طرف سے بڑی لے دے بھی کی گئی ہے اور بدترین خیانتِ مجرمانہ سے بھی کام لیا گیا ہے، کیونکہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کا صاف صاف نام لے کر آپ کی آمد کی بشارت دی تھی۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس پر تفصیل کے ساتھ بحث کی جائے۔

1۔ اس میں نبی کریم ﷺ کا اِسم گرامی احمد بتایا گیا ہے۔ احمد کے دو معنی ہیں۔ ایک، وہ شخص جو اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو، دوسرے، وہ شخص جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو، یا جو بندوں میں سب سے زیادہ قابل تعریف ہو۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ یہ بھی حضور ﷺ کا ایک نام تھا۔ مسلم اور ابوداوٗد طیالسی میں حضرت ابوموسیٰ اَشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اَنَا مُحمَّد و انا اَحمَد و الحَاشر ...... ''میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں حاشر ہوں......''۔ اِسی مضمون کی راویات حضرت جبیر بن مطعم سے امام مالک، بخاری، مسلم، دارمی، ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہیں۔ حضورؐ کا یہ اسم گرامی صحابہ میں معروف تھا، چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے:

صَلَّی الۡاِلٰہُ وَ مَن یَحفُّ بعرشه وَ الطَّیِّبُوۡنَ عَلی الۡمُبارِكِ اَحۡمَد

''اللہ نے اور اس کے عرش کے گرد جمگھٹا لگائے ہوئے فرشتوں نے اور سب پاکیزہ ہستیوں نے بابرکت احمد پر درود بھیجا ہے۔''

تاریخ سے بھی یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ کا نام مبارک صرف محمد ہی نہ تھا بلکہ احمد بھی

تھا۔عرب کا پورا لٹریچر اس بات سے خالی ہے کہ حضور سے پہلے کسی کا نام احمد رکھا گیا ہو، اور حضورﷺ کے بعد احمد اور غلام احمد اتنے لوگوں کے نام رکھے گئے ہیں جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے بڑھ کر اس بات کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ زمانۂ نبوت سے لے کر آج تک تمام اُمت میں آپ کا یہ اسم گرامی معلوم ومعروف رہا ہے۔اگر حضورؐ کا یہ اسم گرامی نہ ہوتا تو اپنے بچوں کے نام غلام احمد رکھنے والوں نے آخر کس احمد کا غلام اُن کو قرار دیا تھا؟

2۔انجیل یوحنا اس بات پر گواہ ہے کہ مسیح کی آمد کے زمانے میں بنی اسرائیل تین شخصیتوں کے منتظر تھے۔ایک مسیح، دوسرے ایلیاہ (یعنی حضرت الیاس کی آمد ثانی) اور تیسرے ''وہ نبی۔'' انجیل کے الفاظ یہ ہیں:

> ''اور یوحنا (حضرت یحییٰ علیہ السلام) کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے، تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔کیا تو وہ نبی ہے۔اس نے جواب دیا کہ نہیں۔پس انہوں نے اس سے کہا پھر تو ہے کون؟......اس نے کہا میں بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ سیدھی کرو......انہوں نے اس سے یہ سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے، نہ ایلیاہ نہ وہ نبی تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟''
>
> (باب 1، آیات 19-25)

یہ الفاظ اس بات پر صریح دلالت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل حضرت مسیح اور حضرت الیاس کے علاوہ ایک اور نبی کے بھی منتظر تھے، اور وہ حضرت یحییٰ نہ تھے۔اُس نبی کی آمد کا عقیدہ بنی اسرائیل کے ہاں اِس قدر مشہور ومعروف تھا کہ ''وہ نبی'' کہہ دینا گویا اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے بالکل کافی تھا، یہ کہنے کی ضرورت بھی نہ تھی کہ ''جس کی خبر توراۃ میں دی گئی ہے۔'' مزید برآں اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس نبی کی طرف وہ اشارہ کر رہے تھے اس کا آنا قطعی طور پر ثابت تھا، کیونکہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام سے یہ سوالات کیے گئے تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کوئی اور نبی آنے والا نہیں ہے، تم کس نبی کے متعلق پوچھ رہے ہو؟

3۔اب وہ پیشین گوئیاں دیکھئے جو انجیل یوحنا میں مسلسل باب 14 سے 16 تک منقول ہوئی ہیں:

''اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی روحِ حق جسے دنیا حاصل نہیں کرسکتی کیونکہ نہ اُسے دیکھتی ہے نہ جانتی ہے۔تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہے''۔(14:16-17)

''میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔لیکن مددگار یعنی روح القدوس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا''(14:25-26)

''اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں''(14:30)

''لیکن وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا، یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے،تو وہ میری گواہی دے گا''(15:26)
''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا''(16:7)

''مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔وہ میرا اجلال ظاہر کرے گا۔اس لیے کہ مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا۔جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے۔اس لیے میں نے کہا کہ وہ مجھ ہی سے حاصل کرتا ہے اور تمہیں خبریں دے گا''(16:12-15)

4۔ان عبارتوں کے معنی متعین کرنے کے لئے سب سے پہلے تو یہ جاننا ضروری ہے کہ

مسیح علیہ السلام اور ان کے ہم عصر اہل فلسطین کی عام زبان آرامی زبان کی وہ بولی تھی جسے سریانی (SYRIAC) کہا جاتا ہے۔ مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے دو ڈھائی سو برس پہلے ہی سلوقی (SELEUCIDE) اقتدار کے زمانے میں اس علاقے سے عبرانی رخصت ہو چکی تھی اور سریانی نے اس کی جگہ لے لی تھی۔ اگرچہ سلوقی اور پھر رومی سلطنتوں کے اثر سے یونانی زبان بھی اس علاقے میں پہنچ گئی تھی، مگر وہ صرف اس طبقے تک محدود رہی جو سرکار دربار میں رسائی پا کر یا رسائی حاصل کرنے کی خاطر یونانیت زدہ ہو گیا تھا۔ فلسطین کے عام لوگ سریانی کی ایک خاص بولی (DIALECT) استعمال کرتے تھے جس کے لہجے اور تلفّظات اور محاورات دمشق کے علاقے میں بولی جانے والی سریانی سے مختلف تھے، اور اس ملک کے عوام یونانی سے اس قدر ناواقف تھے کہ جب 70ء میں یروشلم پر قبضہ کرنے کے بعد رومی جنرل تیتس (TITUS) نے اہل یروشلم کو یونانی میں خطاب کیا تو اس کا ترجمہ سریانی زبان میں کرنا پڑا۔ اس سے یہ بات خود بخود ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے شاگردوں سے جو کچھ کہا تھا وہ لامحالہ سریانی زبان ہی میں ہو گا۔

دوسری بات یہ جاننی ضروری ہے کہ بائبل کی چاروں انجیلیں ان یونانی بولنے والے عیسائیوں کی لکھی ہوئی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس مذہب میں داخل ہوئے تھے۔ ان تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اقوال و اعمال کی تفصیلات سریانی بولنے والے عیسائیوں کے ذریعہ سے کسی تحریر کی صورت میں نہیں بلکہ زبانی روایات کی شکل میں پہنچی تھیں اور ان سریانی روایات کو انہوں نے اپنی زبان میں ترجمہ کر کے درج کیا تھا۔ ان میں سے کوئی انجیل بھی 70ء سے پہلے کی لکھی ہوئی نہیں ہے، اور انجیل یوحنا تو حضرت عیسیٰ کے ایک صدی بعد غالباً ایشیائے کوچک کے شہر اِفسس میں لکھی گئی ہے۔ مزید یہ کہ ان انجیلوں کا بھی کوئی اصل نسخہ اُس یونانی زبان میں محفوظ نہیں ہے جس میں ابتداءً یہ لکھی گئی تھیں۔ مطبع کی ایجاد سے پہلے کے جتنے یونانی مسودات جگہ جگہ سے تلاش کر کے جمع کیے گئے ہیں ان میں سے کوئی بھی چوتھی صدی سے پہلے کا نہیں ہے۔ اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ تین صدیوں کے دوران میں ان کے اندر کیا کچھ ردّ و بدل ہوئے ہوں گے۔ اس معاملہ کو جو چیز خاص طور پر مشتبہ بنا دیتی ہے وہ یہ ہے کہ عیسائی اپنی انجیلوں میں اپنی پسند کے مطابق دانستہ تغیر و تبدل کرنے کو بالکل جائز سمجھتے رہے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (ایڈیشن 1946ء)

کے مضمون ''بائبل'' کا مصنف لکھتا ہے۔

''اناجیل میں ایسے نمایاں تغیرات دانستہ کیے گئے ہیں جیسے مثلاً بعض پوری پوری عبارتوں کو کسی دوسرے ماخذ سے لے کر کتاب میں شامل کر دینا۔...... یہ تغیرات صریحاً کچھ ایسے لوگوں نے بالقصد کئے ہیں جنہیں اصل کتاب کے اندر شامل کرنے کے لئے کہیں سے کوئی مواد مل گیا، اور وہ اپنے آپ کو اس کا مجاز سمجھتے رہے کہ کتاب کو بہتر یا زیادہ مفید بنانے کے لئے اس کے اندر اپنی طرف سے اس مواد کا اضافہ کر دیں...... بہت سے اضافے دوسری صدی ہی میں ہو گئے تھے اور کچھ نہیں معلوم کہ ان کا ماخذ کیا تھا''۔

اِس صورتِ حال میں قطعی طور پر یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ انجیلوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو اقوال ہمیں ملتے ہیں وہ بالکل ٹھیک ٹھیک نقل ہوئے ہیں اور ان کے اندر کوئی ردّو بدل نہیں ہوا ہے۔

تیسری اور نہایت اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی فتح کے بعد بھی تقریباً تین صدیوں تک فلسطین کے عیسائی باشندوں کی زبان سریانی رہی اور کہیں نویں صدی عیسوی میں جا کر عربی زبان نے اس کی جگہ لی ان سریانی بولنے والے اہل فلسطین کے ذریعہ سے عیسائی روایات کے متعلق جو معلومات ابتدائی تین صدیوں کے مسلمان علماء کو حاصل ہوئیں وہ ان لوگوں کی معلومات کی بہ نسبت زیادہ معتبر ہونی چاہئیں جنہیں سریانی سے یونانی اور پھر یونانی سے لاطینی زبانوں میں ترجمہ در ترجمہ ہو کر یہ معلومات پہنچیں۔ کیونکہ مسیح کی زبان سے نکلے ہوئے اصل سریانی الفاظ اُن کے ہاں محفوظ رہنے کے زیادہ امکانات تھے۔

5۔ اِن ناقابلِ انکار تاریخی حقائق کو نگاہ میں رکھ کر دیکھئے کہ انجیل یوحنا کی مذکورہ بالا عبارات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد ایک آنے والے کی خبر دے رہے ہیں جس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ وہ ''دنیا کا سردار'' (سرورِ عالم) ہوگا۔ ''ابد تک'' رہے گا، ''سچائی کی تمام راہیں دکھائے گا'' اور خود اُن کی (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی) ''گواہی دے گا'' یوحنا کی ان عبارتوں میں ''روح القدس'' اور ''سچائی کی رُوح'' وغیرہ الفاظ شامل کر کے مدّعا کو خبط کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے، مگر اس

کے باوجود ان سب عبارتوں کو اگر غور سے پڑھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس آنے والے کی خبر دی گئی ہے وہ کوئی رُوح نہیں بلکہ کوئی انسان اور خاص شخص ہے جس کی تعلیم عالمگیر، ہمہ گیر اور قیامت تک باقی رہنے والی ہوگی۔ اس شخص خاص کے لئے اردو ترجمے میں ''مددگار'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور یوحنا کی اصل انجیل میں یونانی زبان کا جو لفظ استعمال کیا گیا تھا، اس کے بارے میں عیسائیوں کو اصرار ہے کہ وہ PARACLETUS تھا۔ مگر اس کے معنی متعین کرنے میں خود عیسائی علماء کو سخت زحمت پیش آئی ہے۔ اصل یونانی زبان میں PARACLETE کے کئی معنی ہیں: کسی جگہ کی طرف بلانا، مدد کے لئے پکارنا، اِنذار وتنبیہ، ترغیب، اُکسانا، التجا کرنا، دعا مانگنا۔ پھر یہ لفظ ہیلینی مفہوم میں یہ معنی دیتا ہے: تسلی دینا، تسکین بخشنا، ہمت افزائی کرنا۔ بائبل میں اس لفظ کو جہاں جہاں استعمال کیا گیا ہے، ان سب مقامات پر اس کے کوئی معنی بھی ٹھیک نہیں بیٹھتے۔ اور اوریجن (ORIGEN) نے کہیں اس کا ترجمہ CONSOLATOR کیا ہے اور کہیں DEPRECATOR مگر دوسرے مفسرین نے ان دونوں ترجموں کو رد کر دیا کیونکہ اوّل تو یہ یونانی گرامر کے لحاظ سے صحیح نہیں ہیں، دوسرے تمام عبارتوں میں جہاں یہ لفظ آیا ہے، یہ معنی نہیں چلتے۔ بعض اور مترجمین نے اس کا ترجمہ TEACHER کیا ہے، مگر یونانی زبان کے استعمالات سے یہ معنی بھی اَخذ نہیں کیے جاسکتے۔ ترتولیان اور آگسٹائن نے لفظ ADVOCATE کو ترجیح دی ہے اور بعض اور لوگوں نے ASSISTANT، COMFORTER اور CONSOLER وغیرہ الفاظ اختیار کیے ہیں۔ (ملاحظہ ہو سائیکلو پیڈیا آف ببلیکل لٹریچر، لفظ پیریکلیٹس)۔

اب دلچسپ بات یہ ہے کہ یونانی زبان ہی میں ایک دوسرا لفظ PERICLYTOS موجود ہے جس کے معنی ہیں ''تعریف کیا ہوا''۔ یہ لفظ بالکل ''محمدؐ'' کا ہم معنی ہے، اور تلفظ میں اس کے اور PARACLETUS کے درمیان بڑی مشابہت پائی جاتی ہے۔ کیا بعید ہے کہ جو مسیحی حضرات اپنی مذہبی کتابوں میں اپنی مرضی اور پسند کے مطابق بے تکلّف ردّ و بدل کر لینے کے خوگر رہے ہیں انہوں نے یوحنا کی نقل کردہ پیشین گوئی کے اس لفظ کو اپنے عقیدے کے خلاف پڑتا دیکھ کر اس کے املا میں یہ ذرا سا تغیر کر دیا ہو۔ اس کی پڑتال کرنے کے لیے یوحنا کی لکھی ہوئی ابتدائی یونانی انجیل بھی کہیں موجود نہیں ہے جس سے یہ تحقیق کیا جا سکے کہ وہاں ان دونوں الفاظ میں سے

دراصل کونسا لفظ استعمال کیا گیا تھا۔

7۔لیکن فیصلہ اس پر بھی موقوف نہیں ہے کہ یوحنا نے یونانی زبان میں دراصل کونسا لفظ لکھا تھا۔ کیونکہ بہر حال وہ بھی ترجمہ ہی تھا اور حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان، جیسا کہ اوپر ہم بیان کر چکے ہیں فلسطین کی سریانی تھی، اس لیے انہوں نے اپنی بشارت میں جو لفظ استعمال کیا ہوگا وہ لامحالہ کوئی سریانی لفظ ہی ہونا چاہیئے۔ خوش قسمتی سے وہ اصل سریانی لفظ ہمیں ابن ہشام کی سیرت میں مل جاتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی اسی کتاب سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا ہم معنی یونانی لفظ کیا ہے۔ محمد بن اسحاق کے حوالہ سے ابن ہشام نے یُحَنّس (یوحنا) کی انجیل کے باب 15، آیات 23 تا 27، اور باب 16 آیت 1 کا پورا ترجمہ نقل کیا ہے اور اس میں یونانی ''فارقلیط'' کے بجائے سریانی زبان کا لفظ مُنْحَمَنَّا استعمال کیا گیا ہے۔ پھر ابن سحاق یا ابن ہشام نے اس کی تشریح یہ کی ہے کہ ''مُنْحَمَنَّا کے معنی سریانی میں محمد اور یونانی میں برقلیطس ہیں''۔ (ابن ہشام، جلد اول، ص 248)

اب دیکھئے کہ تاریخی طور پر فلسطین کے عام عیسائی باشندوں کی زبان نویں صدی عیسوی تک سریانی تھی یہ علاقہ ساتویں صدی کے نصف اوّل سے اسلامی مقبوضات میں شامل تھا۔ ابن اسحاق نے 768ء میں اور ابن ہشام نے 828ء میں وفات پائی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان دونوں کے زمانے میں فلسطینی عیسائی سریانی بولتے تھے، اور ان دونوں کے لئے اپنے ملک کی عیسائی رعایا سے ربط پیدا کرنا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ نیز اس زمانے میں یونانی بولنے والے عیسائی بھی لاکھوں کی تعداد میں اسلامی مقبوضات کے اندر رہتے تھے، اس لیے ان کے لیے یہ معلوم کرنا بھی مشکل نہ تھا کہ سریانی کے کس لفظ کا ہم معنی یونانی زبان کا کونسا لفظ ہے۔ اب اگر ابن اسحاق کے نقل کردہ ترجمے میں سریانی لفظ مُنْحَمَنَّا استعمال ہوا ہے، اور ابن اسحاق یا ابن ہشام نے اس کی تشریح یہ کی ہے کہ عربی میں اس کا ہم معنی لفظ محمد اور یونانی میں برقلیطس ہے، تو اس امر میں کسی شک کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ حضرت عیسیٰ نے حضور کا نام مبارک لے کر آپ ہی کے آنے کی بشارت دی تھی، اور ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یوحنا کی یونانی انجیل میں دراصل لفظ PERICLYTOS استعمال ہوا تھا جسے عیسائی حضرات نے بعد میں کسی وقت PARACLETUS سے بدل دیا۔

8۔اس سے بھی قدیم تر تاریخی شہادت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ مہاجرین حبشہ کو جب نجاشی نے اپنے دربار میں بلایا اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سنیں تو اس نے کہا: مَرۡحَبًا بِکُمۡ وَ بِمَنۡ جِئۡتُمۡ مِنۡ عِنۡدِہٖ، اَشۡھَدُ اَنَّہٗ رَسُوۡلُ اللّٰہِ وَ اَنَّہُ الَّذِیۡ نَجِدُ فِی الۡاِنۡجِیۡلِ وَ اَنَّہُ الَّذِیۡ بَشَّرَ بِہٖ عِیۡسَی بۡنُ مَرۡیَمَ (مسند احمد)۔یعنی ''مرحبا تم کو اور اس ہستی کو جس کے ہاں سے تم آئے ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، اور وہی ہیں جن کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں اور وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے دی تھی۔'' یہ قصہ احادیث میں خود حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہوا ہے۔اس سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ ساتویں صدی کے آغاز میں نجاشی کو یہ معلوم تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نبی کی پیشین گوئی کر گئے ہیں، بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اُس نبی کی ایسی صاف نشاندہی انجیل میں موجود تھی جس کی وجہ سے نجاشی کو یہ رائے قائم کرنے میں کوئی تأمّل نہ ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ نبی ہیں۔البتہ اِس روایت سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس بشارت کے متعلق نجاشی کا ذریعۂ معلومات یہی انجیل یوحنا تھی یا کوئی اور ذریعہ بھی اس کو جاننے کا اُس وقت موجود تھا۔

9۔حقیقت یہ ہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشینگوئیوں کو نہیں، خود حضرت عیسیٰ کے اپنے صحیح حالات اور آپ کی اصل تعلیمات کو جاننے کا بھی معتبر ذریعہ وہ چار انجیلیں نہیں ہیں جن کو مسیحی کلیسا نے معتبر و مسلّم اناجیل (CANONICAL GOSPELS) قرار دے رکھا ہے، بلکہ اس کا زیادہ قابل اعتماد ذریعہ وہ انجیل برناباس ہے جسے کلیسا غیر قانونی اور مشکوک الصحت (APOCRYPHAL) کہتا ہے۔عیسائیوں نے اسے چھپانے کا بڑا اہتمام کیا ہے۔صدیوں تک یہ دنیا سے ناپید رہی ہے،سولھویں صدی میں اس کے اطالوی ترجمے کا صرف ایک نسخہ پوپ سکسٹس (SIXTUS) کے کتب خانے میں پایا جاتا تھا اور کسی کو اس کے پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔اٹھارھویں صدی کے آغاز میں وہ ایک شخص جان ٹولینڈ کے ہاتھ لگا۔پھر مختلف ہاتھوں میں گشت کرتا ہوا 1738ء میں ویانا کی امپیریل لائبریری میں پہنچ گیا۔1907ء میں اسی نسخے کا انگریزی ترجمہ آکسفورڈ کے کلیرنڈن پریس سے شائع ہو گیا تھا مگر

غالباً اس کی اشاعت کے بعد فوراً ہی عیسائی دنیا میں یہ احساس پیدا ہوگیا کہ یہ کتاب تو اُس مذہب کی جڑ ہی کاٹے دے رہی ہے جسے حضرت عیسیٰؑ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے مطبوعہ نسخے کسی خاص تدبیر سے غائب کر دیے گئے اور پھر کبھی اس کی اشاعت کی نوبت نہ آسکی۔ دوسرا ایک نسخہ اِسی اطالوی ترجمہ سے اسپینی زبان میں منتقل کیا ہوا اٹھارھویں صدی میں پایا جاتا تھا جس کا ذکر جارج سیل نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں کیا ہے۔ مگر وہ بھی کہیں غائب کر دیا گیا اور آج اس کا بھی کہیں پتہ نشان نہیں ملتا۔ مجھے آکسفورڈ سے شائع شدہ انگریزی ترجمے کی ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے اسے لفظ بلفظ پڑھا ہے۔ میرا احساس یہ ہے کہ یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے جس سے عیسائیوں نے محض تعصب اور ضد کی بنا پر اپنے آپ کو محروم کر رکھا ہے۔

مسیحی لٹریچر میں اس انجیل کا جہاں کہیں ذکر آتا ہے، اسے یہ کہہ کر ردّ کر دیا جاتا ہے کہ یہ ایک جعلی انجیل ہے جسے شاید کسی مسلمان نے تصنیف کر کے برناباس کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ لیکن یہ ایک بہت بڑا جھوٹ ہے جو صرف اس بنا پر بول دیا گیا کہ اس میں جگہ جگہ بصراحت نبی ﷺ کے متعلق پیشین گوئیاں ملتی ہیں۔ اوّل تو اس انجیل کو پڑھنے ہی سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب کسی مسلمان کی تصنیف کردہ نہیں ہوسکتی۔ دوسرے، اگر یہ کسی مسلمان نے لکھی ہوتی تو مسلمانوں میں یہ کثرت سے پھیلی ہوئی ہوتی اور علمائے اسلام کی تصنیفات میں بکثرت اس کا ذکر پایا جاتا۔ مگر یہاں صورتِ حال یہ ہے کہ جارج سیل کے انگریزی مقدمۂ قرآن سے پہلے مسلمانوں کو سرے سے اس کے وجود تک کا علم نہ تھا۔ طبری، یعقوبی، مسعودی، البیرونی، ابن حزم اور دوسرے مصنّفین، جو مسلمانوں میں مسیحی لٹریچر پر وسیع اطلاع رکھنے والے تھے، ان میں سے کسی کے ہاں بھی مسیحی مذہب پر بحث کرتے ہوئے انجیل برناباس کی طرف اشارہ تک نہیں ملتا۔ دنیائے اسلام کے کتب خانوں میں جو کتابیں پائی جاتی تھیں ان کی بہترین فہرستیں ابن ندیم کی الفہرست اور حاجی خلیفہ کی کشف الظّنون ہیں، اور وہ بھی اس کے ذکر سے خالی ہیں۔ انیسویں صدی سے پہلے کسی مسلمان عالم نے انجیل برناباس کا نام تک نہیں لیا ہے۔ تیسری اور سب سے بڑی دلیل اس بات کے جھوٹ ہونے کی یہ ہے کہ نبی ﷺ کی پیدائش سے بھی 75 سال پہلے پوپ گلاسیس اول

(GELASIUS) کے زمانے میں بدعقیدہ اور گمراہ کن (HERETICAL) کتابوں کی جو فہرست مرتب کی گئی تھی، اورایک پاپائی فتوے کے ذریعے سے جن کا پڑھنا ممنوع کر دیا گیا تھا، اُن میں انجیل برناباس(EVANGELIUM BARNABE) بھی شامل تھی۔سوال یہ ہے کہ اُس وقت کون سا مسلمان تھا جس نے یہ جعلی انجیل تیار کی تھی؟ یہ بات تو خودعیسائی علماء نےتسلیم کی ہے کہ شام، اسپین، مصروغیرہ ممالک کے ابتدائی مسیحی کلیسا میں ایک مدت تک برناباس کی انجیل رائج رہی ہےاور چھٹی صدی میں اسے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

10۔قبل اس کے کہ اس انجیل سے نبی ﷺ کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارتیں نقل کی جائیں، اس کا مختصر تعارف کرا دینا ضروری ہے، تاکہ اس کی اہمیت معلوم ہو جائے اور یہ بھی سمجھ میں آجائے کہ عیسائی حضرات اس سے اتنے ناراض کیوں ہیں۔

بائبل میں جو چار انجیلیں قانونی اور معتبر قرار دے کر شامل کی گئی ہیں، ان میں سے کسی کا لکھنے والا بھی حضرت عیسیٰ کا صحابی نہ تھا۔اوراُن میں سے کسی نے یہ دعویٰ بھی نہیں کیا ہے کہ اس نے آنحضرت ﷺ کے صحابیوں سے حاصل کردہ معلومات اپنی انجیل میں درج کی ہیں۔جن ذرائع سے ان لوگوں نے معلومات حاصل کی ہیں ان کا کوئی حوالہ انہوں نے نہیں دیا ہے جس سے یہ پتہ چل سکے کہ راوی نے آیا خود وہ واقعات دیکھے اور وہ اَقوال سنے ہیں جنہیں وہ بیان کر رہا ہے یا ایک یا چند واسطوں سے یہ باتیں اسے پہنچی ہیں۔بخلاف اس کے انجیل برناباس کا مصنف کہتا ہے کہ میں مسیح کے اوّلین بارہ حواریوں میں سے ایک ہوں، شروع سے آخر وقت تک مسیح کے ساتھ رہا ہوں اور اپنی آنکھوں دیکھے واقعات اور کانوں سنے اقوال اِس کتاب میں درج کر رہا ہوں۔یہی نہیں بلکہ کتاب کے آخر میں وہ کہتا ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت حضرت مسیح نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میرے متعلق جو غلط فہمیاں لوگوں میں پھیل گئی ہیں ان کو صاف کرنا اور صحیح حالات دنیا کے سامنے لانا تیری ذمہ داری ہے۔

یہ برناباس کون تھا؟ بائبل کی کتاب اعمال میں بڑی کثرت سے اس نام کے ایک شخص کا ذکر آتا ہے جو قبرص کے ایک یہودی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔مسیحیت کی تبلیغ اور پیروانِ مسیح کی مدد و اعانت کے سلسلے میں اس کی خدمات کی بڑی تعریف کی گئی ہے۔مگر کہیں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ

وہ کب دین مسیح میں داخل ہوا، اور ابتدائی بارہ حواریوں کی جو فہرست تین انجیلوں میں دی گئی ہے اس میں بھی کہیں اس کا نام درج نہیں ہے۔ اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس انجیل کا مصنف وہی برناباس ہے یا کوئی اور۔ متی اور مرقس نے حواریوں (APOSTLES) کی جو فہرست دی ہے برناباس کی دی ہوئی فہرست اس سے صرف دو ناموں میں مختلف ہے۔ ایک توما، جس کے بجائے برناباس خود اپنا نام دے رہا ہے، دوسرا شمعون قنانی، جس کی جگہ وہ یہوداہ بن یعقوب کا نام لیتا ہے۔ لوقا کی انجیل میں یہ دوسرا نام بھی موجود ہے۔ اس لیے قیاس کرنا صحیح ہوگا بعد میں کسی وقت صرف برناباس کو حواریوں سے خارج کرنے کے لئے توما کا نام داخل کیا گیا ہے تاکہ اس کی انجیل سے پیچھا چھڑایا جاسکے، اور اس طرح کی تغیرات اپنی مذہبی کتابوں میں کر لینا ان حضرات کے ہاں کوئی ناجائز کام نہیں رہا ہے۔

اس انجیل کو اگر کوئی شخص تعصب کے بغیر کھلی آنکھوں سے پڑھے اور نئے عہد نامے کی چاروں انجیلوں سے اس کا مقابلہ کرے تو وہ یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ ان چاروں سے بدرجہا برتر ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں اور اس طرح بیان ہوئے ہیں جیسے کوئی شخص فی الواقع وہاں سب کچھ دیکھ رہا تھا اور ان واقعات میں خود شریک تھا۔ چاروں انجیلوں کی بے ربط داستانوں کے مقابلہ میں یہ تاریخی بیان زیادہ مربوط بھی ہے اور اس سے سلسلۂ واقعات بھی زیادہ اچھی طرح سمجھ میں آتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اس میں چاروں انجیلوں کی بہ نسبت زیادہ واضح اور مفصل اور مؤثر طریقے سے بیان ہوئی ہیں۔ توحید کی تعلیم، شرک کی تردید، صفاتِ باری تعالیٰ، عبادات کی رُوح اور اخلاقِ فاضلہ کے مضامین اس میں بڑے ہی پُرزور اور مدلّل اور مفصّل ہیں۔ جن سبق آموز تمثیلات کے پیرایہ میں مسیح نے یہ مضامین بیان کیے ہیں ان کا عشر عشیر بھی چاروں انجیلوں میں نہیں پایا جاتا۔ اس سے یہ بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب اپنے شاگردوں کی تعلیم و تربیت کس حکیمانہ طریقے سے فرماتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان، طرزِ بیان اور طبیعت و مزاج سے کوئی شخص اگر کچھ بھی آشنا ہو تو وہ اس انجیل کو پڑھ کر یہ ماننے پر مجبور ہوگا کہ یہ کوئی جعلی داستان نہیں ہے جو بعد میں کسی نے گھڑ لی ہو، بلکہ اس میں حضرت مسیح اناجیلِ اربعہ کی بہ نسبت اپنی اصلی شان میں بہت

زیادہ نمایاں ہوکر ہمارے سامنے آتے ہیں، اوراس میں اُن تضادات کا نام ونشان بھی نہیں ہے جو اناجیلِ اربعہ میں ان کے مختلف اقوال کے درمیان پایا جاتا ہے۔

اس انجیل میں حضرت عیسیٰ کی زندگی اور آپ کی تعلیمات ٹھیک ٹھیک ایک نبی کی زندگی اورتعلیمات کے مطابق نظر آتی ہیں۔ وہ اپنے آپ کوایک نبی کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ تمام پچھلے انبیاء اور کتابوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ صاف کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے سوا معرفت حق کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے، اور جو انبیاء کو چھوڑتا ہے وہ دراصل خدا کو چھوڑتا ہے۔ توحید، رسالت اور آخرت کے ٹھیک وہی عقائد پیش کرتے ہیں جن کی تعلیم تمام انبیاء نے دی ہے۔ نماز، روزے اور زکوٰۃ کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کی نمازوں کا جو ذکر بکثرت مقامات پر برناباس نے کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہی فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور تہجد کے اوقات تھے جن میں وہ نماز پڑھتے تھے اور ہمیشہ نماز سے پہلے وضو فرماتے تھے۔ انبیاء میں سے وہ حضرت داؤد علیہ السلام و سلیمان علیہ السلام کو نبی قرار دیتے ہیں، حالانکہ یہودیوں اور عیسائیوں نے ان کو انبیاء کی فہرست سے خارج کر رکھا ہے۔ حضرت اسماعیل کو وہ ذبیح قرار دیتے ہیں اور ایک یہودی عالم سے اقرار کراتے ہیں کہ فی الواقع ذبیح حضرت اسماعیل ہی تھے اور نبی اسرائیل نے زبردستی کھینچ تان کر کے حضرت اسحاق کو ذبیح بنا رکھا ہے۔ آخرت اور قیامت اور جنت ودوزخ کے متعلق ان کی تعلیمات قریب قریب وہی ہیں جو قرآن میں بیان ہوئی ہیں۔

11۔ عیسائی جس وجہ سے انجیل برناباس کے مخالف ہیں، وہ دراصل یہ نہیں ہے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جگہ جگہ صاف اور واضح بشارتیں ہیں، کیونکہ وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے بھی بہت پہلے اس انجیل کو رد کر چکے تھے۔ ان کی ناراضی کی اصل وجہ کو سمجھنے کے لیے تھوڑی سی تفصیلی بحث درکار ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی پیرو آپ کو صرف نبی مانتے تھے، موسوی شریعت کا اتباع کرتے تھے، عقائد اور احکام اور عبادات کے معاملہ میں اپنے آپ کو دوسرے بنی اسرائیل سے قطعاً الگ نہ سمجھتے تھے، اور یہودیوں سے ان کا اختلاف صرف اس امر میں تھا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح تسلیم کر کے ان پر ایمان لائے تھے اور وہ ان کو مسیح ماننے سے انکار کرتے تھے۔

بعد میں جب سینٹ پال اِس جماعت میں داخل ہوا تو اس نے رومیوں، یونانیوں اور دوسرے غیر یہودی اور غیر اسرائیلی لوگوں میں بھی اِس دین کی تبلیغ واشاعت شروع کردی، اور اِس غرض کے لئے ایک نیا دین بناڈالا جس کے عقائد اور اصول اور احکام اس دین سے بالکل مختلف تھے جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیش کیا تھا۔ اس شخص نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی صحبت نہیں پائی تھی بلکہ اُن کے زمانے میں وہ اُن کا سخت مخالف تھا اور ان کے بعد بھی کئی سال تک اُن کے پیروؤں کا دشمن بنا رہا۔ پھر جب اس جماعت میں داخل ہوکر اِس نے ایک نیا دین بنانا شروع کیا اُس وقت بھی اس نے حضرت عیسیٰ کے کسی قول کی سند نہیں پیش کی بلکہ اپنے کشف والہام کو بنیاد بنایا۔ اس نئے دین کی تشکیل میں اس کے پیش نظر بس یہ مقصد تھا کہ دین ایسا ہو جسے عام غیر یہودی (GENTILE) دُنیا قبول کرلے۔ اس نے اعلان کردیا کہ ایک عیسائی شریعتِ یہود کی تمام پابندیوں سے آزاد ہے۔ اس نے کھانے پینے میں حرام وحلال کی ساری قیود ختم کردیں۔ اس نے ختنہ کے حکم کو بھی منسوخ کردیا جو غیر یہودی دنیا کو خاص طور پر ناگوار تھا۔ حتیٰ کہ اس نے مسیح علیہ السلام کی اُلوہیت اور ان کے ابنِ خدا ہونے اور صلیب پر جان دے کر اولادِ آدمؑ کے پیدائشی گناہ کا کفارہ بن جانے کا عقیدہ بھی تصنیف کرڈالا کیونکہ عام مشرکین کے مزاج سے یہ بہت مناسبت رکھتا تھا۔ مسیح علیہ السلام کے ابتدائی پیروؤں نے اِن بدعات کی مزاحمت کی، مگر سینٹ پال نے جو دروازہ کھولا تھا، اس سے غیر یہودی عیسائیوں کا ایک ایسا زبردست سیلاب اس مذہب میں داخل ہوگیا جس کے مقابلے میں وہ مٹھی بھر لوگ کسی طرح نہ ٹھیر سکے۔ تاہم تیسری صدی عیسوی کے اختتام تک بکثرت لوگ ایسے موجود تھے جو مسیح کی اُلوہیت کے عقیدے سے انکار کرتے تھے۔ مگر چوتھی صدی کے آغاز 325ء میں نیقیہ (NICAEA) کی کونسل نے پولوسی عقائد کو قطعی طور پر مسیحیت کا مسلّم مذہب قرار دے دیا۔ پھر رومی سلطنت خود عیسائی ہوگئی اور قیصر تھیوڈوسیس کے زمانے میں یہی مذہب سلطنت کا سرکاری مذہب بن گیا۔ اِس کے بعد قدرتی بات تھی کہ وہ تمام کتابیں جو اس عقیدے کے خلاف ہوں، مردود قرار دے دی جائیں اور صرف وہی کتابیں معتبر ٹھیرائی جائیں جو اِس عقیدے سے مطابقت رکھتی ہوں۔ 367ء میں پہلی مرتبہ اتھاناسیوس(ATHANASIUS) کے ایک خط کے ذریعے معتبر ومسلّم کتابوں کے ایک مجموعہ کا اعلان کیا گیا، پھر اس کی توثیق 382ء

میں پوپ ڈیمیسیَس (DAMASIUS) کے زیرِ صدارت ایک مجلس نے کی، اور پانچویں صدی کے آخر میں پوپ گلاسیس (GALASIUS) نے اس مجموعہ کو مسلّم قرار دینے کے ساتھ ساتھ اُن کتابوں کی ایک فہرست مرتب کر دی جو غیر مسلم تھیں۔ حالانکہ جن پولوسی عقائد کو بنیاد بنا کر مذہبی کتابوں کے معتبر اور غیر معتبر ہونے کا یہ فیصلہ کیا گیا تھا، ان کے متعلق کبھی کوئی عیسائی عالم یہ دعویٰ نہیں کر سکا ہے کہ ان میں سے کسی عقیدے کی تعلیم خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ بلکہ معتبر کتابوں کے مجموعہ میں جو انجیلیں شامل ہیں، خود ان میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اپنے کسی قول سے ان عقائد کا ثبوت نہیں ملتا۔

انجیل برناباس اِن غیر مسلّم کتابوں میں اس لیے شامل کی گئی کہ وہ مسیحیت کے اس سرکاری عقیدے کے بالکل خلاف تھی۔ اس کا مصنف کتاب کے آغاز ہی میں اپنا مقصد تصنیف یہ بیان کرتا ہے کہ ''اُن لوگوں کے خیالات کی اصلاح کی جائے جو شیطان کے دھوکے میں آ کر یسوع کو اِبن اللہ قرار دیتے ہیں، ختنہ کو غیر ضروری ٹھیراتے ہیں اور حرام کھانوں کو حلال کر دیتے ہیں، جن میں سے ایک دھوکہ کھانے والا پولوس بھی ہے''۔ وہ بتاتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں موجود تھے اُس زمانے میں اُن کے معجزات کو دیکھ کر سب سے پہلے مشرک رومی سپاہیوں نے ان کو خدا اور بعض نے خدا کا بیٹا کہنا شروع کیا، پھر یہ چھوت بنی اسرائیل کے عوام کو بھی لگ گئی۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سخت پریشان ہوئے۔ اُنہوں نے بار بار نہایت شدّت کے ساتھ اپنے متعلق اس غلط عقیدے کی تردید کی اور اُن لوگوں پر لعنت بھیجی جو ان کے متعلق ایسی باتیں کہتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے شاگردوں کو پورے یہودیہ میں اس عقیدے کی تردید کے لیے بھیجا اور اُن کی دعا سے شاگردوں کے ہاتھوں بھی وہی معجزے صادر کرائے گئے جو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے صادر ہوتے تھے تاکہ لوگ اس غلط خیال سے باز آ جائیں کہ جس شخص سے یہ معجزے صادر ہو رہے ہیں وہ خدا یا خدا کا بیٹا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ حضرت عیسیٰ کی مفصّل تقریریں نقل کرتا ہے جن میں انہوں نے بڑی سختی کے ساتھ اس غلط عقیدے کی تردید کی تھی، اور جگہ جگہ یہ بتاتا ہے کہ آنجناب اس گمراہی کے پھیلنے پر کس قدر پریشان تھے۔ مزید براں وہ اِس پولوسی عقیدے کی بھی صاف صاف تردید کرتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے صلیب پر جان دی تھی۔ وہ اپنے چشم دید حالات یہ

بیان کرتا ہے کہ جب یہوداہ اسکریوتی یہودیوں کے سردار کاہن سے رشوت لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرانے کے لئے سپاہیوں کو لے کر آیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے چار فرشتے آنجناب علیہ السلام کو اُٹھالے گئے، اور یہوداہ اسکریوتی کی شکل اور آواز بالکل وہی کر دی گئی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تھی۔ صلیب پر وہی چڑھایا گیا تھا نہ حضرت عیسیٰ۔ اِس طرح یہ انجیل پولوسی مسیحیت کی جڑ کاٹ دیتی ہے اور قرآن کے بیان کی پوری توثیق کرتی ہے۔ حالانکہ نزولِ قرآن سے 115 سال پہلے اُس کے اِن بیانات ہی کی بنا پر مسیحی پادری اُسے رد کر چکے تھے۔

12۔ اس بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انجیل برناباس درحقیقت اناجیل اربعہ سے زیادہ معتبر انجیل ہے مسیح علیہ السلام کی تعلیمات اور سیرت اور اقوال کی صحیح ترجمانی کرتی ہے اور یہ عیسائیوں کی اپنی بدقسمتی ہے کہ اس انجیل کے ذریعہ سے اپنے عقائد کی تصحیح اور حضرت مسیح علیہ السلام کی اصل تعلیمات کو جاننے کا جو موقع ان کو ملا تھا اسے محض ضد کی بنا پر انہوں نے کھودیا۔ اس کے بعد ہم پورے اطمینان کے ساتھ وہ بشارتیں نقل کر سکتے ہیں جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں برناباس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہیں۔ ان بشارتوں میں کہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے ہیں، کہیں ''رسول اللہ'' کہتے ہیں، کہیں آپ کے لئے ''مسیح'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں، کہیں ''قابل تعریف'' (ADMIRABLE) کہتے ہیں، اور کہیں صاف صاف ایسے فقرے ارشار فرماتے ہیں جو بالکل لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے ہم معنی ہیں۔ ہمارے لیے اُن ساری بشارتوں کو نقل کرنا مشکل ہے کیونکہ وہ اتنی زیادہ ہیں، اور جگہ جگہ مختلف پیرایوں اور سیاق وسباق میں آئی ہیں کہ ان سے ایک اچھا خاصا رسالہ مرتب ہوسکتا ہے۔ یہاں ہم محض بطور نمونہ ان میں سے چند کو نقل کرتے ہیں:

> ''تمام انبیاء جن کو خدا نے دنیا میں بھیجا، جن کی تعداد ایک لاکھ 44 ہزار تھی، انہوں نے ابہام کے ساتھ بات کی۔ مگر میرے بعد تمام انبیاء اور مقدس ہستیوں کا نور آئے گا جو انبیاء کی کہی ہوئی باتوں کے اندھیرے پر روشنی ڈال دے گا کیونکہ وہ خدا کا رسول ہے'' (باب 17)

> ''فریسیوں اور لاویوں نے کہا اگر تو نہ مسیح ہے، نہ الیاس، نہ کوئی اور نبی، تو کیوں تو

نئ تعلیم دیتا ہے اوراپنے آپ کو مسیح سے بھی زیادہ بنا کر پیش کرتا ہے؟ یسوع نے جواب دیا جو معجزے خدا میرے ہاتھ سے دکھاتا ہے وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ میں وہی کچھ کہتا ہوں جو خدا چاہتا ہے، ورنہ درحقیقت میں اپنے آپ کو اُس (مسیح) سے بڑا شمار کیے جانے کے قابل نہیں قرار دیتا جس کا تم ذکر کر رہے ہو۔ میں تو اُس خدا کے رسول کے موزے کے بند یا اس کی جوتی کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہیں ہوں جس کو تم مسیح کہتے ہو، جو مجھ سے پہلے بنایا گیا تھا اور میرے بعد آئے گا اور صداقت کی باتیں لے کر آئے گا تاکہ اس کے دین کی کوئی انتہا نہ ہو'' (باب 42)

''بالیقین میں تم سے کہتا ہوں کہ ہر نبی جو آیا ہے وہ صرف ایک قوم کے لیے خدا کی رحمت کا نشان بن کر پیدا ہوا ہے۔ اس وجہ سے ان انبیاء کی باتیں اُن لوگوں کے سوا کہیں اور نہیں پھیلیں جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے۔ مگر خدا کا رسول جب آئے گا، خدا گویا اس کو اپنے ہاتھ کی مہر دے دے گا، یہاں تک کہ وہ دنیا کی تمام قوموں کو جو اس کی تعلیم پائیں گی، نجات اور رحمت پہنچا دے گا۔ وہ بے خدا لوگوں پر اقتدار لے کر آئے گا اور بت پرستی کا ایسا قلع قمع کرے گا کہ شیطان پریشان ہو جائے گا۔''

اس کے آگے شاگردوں کے ساتھ ایک طویل مکالمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تصریح کرتے ہیں کہ وہ بنی اسماعیل میں سے ہوگا (باب 43)

''اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کا رسول وہ رونق ہے جس سے خدا کی پیدا کی ہوئی قریب قریب تمام چیزوں کو خوشی نصیب ہوگی کیونکہ وہ فہم اور نصیحت، حکمت اور طاقت، خشیت اور محبت، حزم اور ورع کی روح سے آراستہ ہے۔ وہ فیاضی اور رحمت، عدل اور تقویٰ، شرافت اور صبر کی روح سے مزین ہے جو اس نے خدا سے ان تمام چیزوں کی بہ نسبت تین گنی پائی ہے جنہیں خدا نے اپنی مخلوق میں سے یہ روح بخشی ہے۔ کیسا مبارک وقت ہوگا جب وہ دنیا میں آئے گا۔ یقین جانو، میں نے اس کو دیکھا ہے اور اس کی تعظیم کی ہے جس طرح ہر نبی نے اس کو دیکھا ہے۔ اس کی روح کو دیکھنے ہی سے خدا نے ان کو نبوت دی۔ اور جب میں نے اس کو دیکھا

تو میری روح سکینت سے بھر گئی یہ کہتے ہوئے کہ اے محمد ﷺ، خدا تمہارے ساتھ ہو، اور وہ مجھے تمہاری جوتی کے تسمے باندھنے کے قابل بنا دے، کیونکہ یہ مرتبہ بھی پالوں تو میں ایک بڑا نبی اور خدا کی ایک مقدس ہستی ہو جاؤں گا'' (باب 44)

''(میرے جانے سے) تمہارا دل پریشان نہ ہو، نہ تم خوف کرو، کیونکہ میں نے تم کو پیدا نہیں کیا ہے، بلکہ خدا ہمارا خالق ہے، جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، وہی تمہاری حفاظت کرے گا۔ رہا میں، تو اس وقت میں دنیا میں رسولِ خدا کے لیے راستہ تیار کرنے آیا ہوں جو دنیا کے لیے نجات لے کر آئے گا...... اندریاس نے کہا، استاد ہمیں اس کی نشانی بتا دے تا کہ ہم اسے پہچان لیں۔ یسوع نے جواب دیا، وہ تمہارے زمانے میں نہیں آئے گا بلکہ تمہارے کچھ سال بعد آئے گا جب کہ میری انجیل ایسی مسخ ہو چکی ہو گی کہ مشکل سے کوئی 30 آدمی مومن باقی رہ جائیں گے۔ اس وقت اللہ دنیا پر رحم فرمائے گا اور اپنے رسول کو بھیجے گا جس کے سر پر سفید بادل کا سایہ ہو گا جس سے وہ خدا کا برگزیدہ جانا جائے گا اور اس کے ذریعہ سے خدا کی معرفت دنیا کو حاصل ہو گی۔ وہ بے خدا لوگوں کے خلاف بڑی طاقت کے ساتھ آئے گا اور زمین پر بت پرستی کو مٹا دے گا۔ اور مجھے اس کی بڑی خوشی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے ہمارا خدا پہچانا جائے گا اور اس کی تقدیس ہو گی اور میری صداقت دنیا کو معلوم ہو گی اور وہ ان لوگوں سے انتقام لے گا جو مجھے انسان سے بڑھ کر کچھ قرار دیں گے ...... وہ ایک ایسی صداقت کے ساتھ آئے گا جو تمام انبیاء کی لائی ہوئی صداقت سے زیادہ واضح ہو گی۔'' (باب 72)

''خدا کا عہد یروشلم میں، معبدِ سلیمان کے اندر کیا گیا تھا نہ کہ کہیں اور۔ مگر میری بات کا یقین کرو کہ ایک وقت آئے گا جب خدا اپنی رحمت ایک اور شہر میں نازل فرمائے گا، پھر ہر جگہ اس کی صحیح عبادت ہو سکے گی، اور اللہ اپنی رحمت سے ہر جگہ سچی نماز کو قبول فرمائے گا...... میں دراصل اسرائیل کے گھرانے کی طرف نجات کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، مگر میرے بعد مسیح آئے گا، خدا کا بھیجا ہوا، تمام دنیا کی طرف، جس

کے لیے خدا نے یہ ساری دنیا بنائی ہے۔ اس وقت ساری دنیا میں اللہ کی عبادت ہوگی، اوراس کی رحمت نازل ہوگی'' (باب 83)

''(یسوع نے سردار کاہن سے کہا) زندہ خدا کی قسم جس کے حضور میری جان حاضر ہے، میں وہ مسیح نہیں ہوں جس کی آمد کا تمام دنیا کی قومیں انتظار کررہی ہیں، جس کا وعدہ خدا نے ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام سے یہ کہہ کر کیا تھا کہ ''تیری نسل کے وسیلہ سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی'' (پیدائش 18:22)۔ مگر جب خدا مجھے دنیا سے لے جائے گا تو شیطان پھر یہ بغاوت برپا کرے گا کہ ناپرہیزگار لوگ مجھے خدا اور خدا کا بیٹا مانیں۔ اُس کی وجہ سے میری باتوں اور میری تعلیمات کو مسخ کر دیا جائے گا یہاں تک کہ بمشکل 30 صاحبِ ایمان باقی رہ جائیں گے۔ اس وقت خدا دنیا پر رحم فرمائے گا اور اپنا رسول بھیجے گا جس کے لیے اس نے دنیا کی یہ ساری چیزیں بنائی ہیں، جو قوت کے ساتھ جنوب سے آئے گا اور بتوں کو بت پرستوں کے ساتھ برباد کردے گا، جو شیطان سے وہ اقتدار چھین لے گا جو اس نے انسانوں پر حاصل کرلیا ہے۔ وہ خدا کی رحمت ان لوگوں کی نجات کے لئے اپنے ساتھ لائے گا جو اس پر ایمان لائیں گے، اور مبارک ہے وہ جو اس کی باتوں کو مانے'' (باب 96)

''سردار کاہن نے پوچھا کیا خدا کے اس رسول کے بعد دوسرے نبی بھی آئیں گے؟ یسوع نے جواب دیا اس کے بعد خدا کے بھیجے ہوئے سچے نبی نہیں آئیں گے مگر بہت سے جھوٹے نبی آجائیں گے جن کا مجھے بڑا غم ہے۔ کیونکہ شیطان خدا کے عادلانہ فیصلے کی وجہ سے ان کو اٹھائے گا اور وہ میری انجیل کے پردے میں اپنے آپ کو چھپائیں گے'' (باب 97)

''سردار کاہن نے پوچھا کہ وہ مسیح کس نام سے پکارا جائے گا اور کیا نشانیاں اس کی آمد کو ظاہر کریں گی؟ یسوع نے جواب دیا اس مسیح کا نام ''قابل تعریف'' ہے، کیونکہ خدا نے جب اس کی روح پیدا کی تھی اس وقت اس کا یہ نام خود رکھا تھا اور وہاں اسے ایک ملکوتی شان میں رکھا گیا تھا۔ خدا نے کہا ''اے محمد، انتظار کر، کیونکہ تیری ہی خاطر میں جنت،

دنیا اور بہت سی مخلوق پیدا کروں گا اور اس کو تجھے تحفہ کے طور پر دوں گا، یہاں تک کہ جو تیری تبریک کرے گا اسے برکت دی جائے گی اور جو تجھ پر لعنت کرے گا اس پر لعنت کی جائے گی۔ جب میں تجھے دنیا کی طرف بھیجوں گا تو میں تجھ کو اپنے پیغامبرِ نجات کی حیثیت سے بھیجوں گا۔ تیری بات سچی ہوگی یہاں تک کہ زمین و آسمان ٹل جائیں گے مگر تیرا دین نہیں ٹلے گا۔ سو اُس کا مبارک نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے‘‘ (باب 97)

برنا باس لکھتا ہے کہ ایک موقع پر شاگردوں کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بتایا کہ میرے ہی شاگردوں میں سے ایک (جو بعد میں یہوداہ اسکریوتی نکلا) مجھے 30 سکوں کے عوض دشمنوں کے ہاتھ بیچ دے گا، پھر فرمایا:

’’اس کے بعد مجھے یقین ہے کہ جو مجھے بیچے گا وہی میرے نام سے مارا جائے گا، کیونکہ خدا مجھے زمین سے اوپر اٹھالے گا اور اس غدار کی صورت ایسی بدل دے گا کہ ہر شخص یہ سمجھے گا کہ وہ میں ہی ہوں۔ تاہم جب وہ ایک بُری موت مرے گا تو ایک مدت تک میری ہی تذلیل ہوتی رہے گی۔ مگر جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم، خدا کا مقدس رسول آئے گا تو میری وہ بدنامی دور کر دی جائے گی۔ اور خدا یہ اس لیے کرے گا کہ میں نے اس مسیح کی صداقت کا اقرار کیا ہے۔ وہ مجھے اس کا یہ انعام دے گا کہ لوگ یہ جان لیں گے کہ میں زندہ ہوں اور اس ذلت کی موت سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے‘‘ (باب 113)

’’(شاگردوں سے حضرت عیسیٰ نے کہا) بے شک میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر موسیٰ کی کتاب سے صداقت مسخ نہ کر دی گئی ہوتی تو خدا ہمارے باپ داؤد کو ایک دوسری کتاب نہ دیتا اور اگر داؤد کی کتاب میں تحریف نہ کی گئی ہوتی تو خدا مجھے انجیل نہ دیتا، کیونکہ خداوند ہمارا خدا بدلنے والا نہیں ہے اور اس نے سب انسانوں کو ایک ہی پیغام دیا ہے۔ لہٰذا جب اللہ کا رسول آئے گا تو وہ اس لیے آئے گا کہ ان ساری چیزوں کو صاف کر دے جن سے بے خدا لوگوں نے میری کتاب کو آلودہ کر دیا ہے‘‘ (باب 124)

ان صاف اور مفصل پیشینگوئیوں میں صرف تین چیزیں ایسی ہیں جو بادی النظر میں نگاہ کو کھٹکتی ہیں۔ ایک یہ کہ ان میں، اور انجیل برنا باس کی متعدد دوسری عبارتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نے اپنے مسیح ہونے کا انکار کیا ہے دوسری یہ کہ صرف انہی عبارتوں میں نہیں بلکہ اس انجیل کے بہت سے مقامات پر رسول اللہ ﷺ کا اصل عربی نام ''محمد ﷺ'' لکھا گیا ہے، حالانکہ یہ انبیاء کی پیشین گوئیوں کا عام طریقہ نہیں ہے کہ بعد میں آنے والی کسی ہستی کا اصل نام لیا جائے۔ تیسری یہ کہ اس میں آنحضرت ﷺ کو مسیح کہا گیا ہے۔

پہلے شبہ کا جواب یہ ہے صرف انجیل برناباس ہی میں نہیں بلکہ لوقا کی انجیل میں بھی یہ ذکر موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں کو اس بات سے منع کیا کہ تھا وہ آپ کو مسیح کہیں۔ لوقا کے الفاظ یہ ہیں: ''اس نے ان سے کہا لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو؟ پطرس نے جواب میں کہا خدا کا مسیح۔ اس نے ان کو تاکید کر کے حکم دیا کہ یہ کسی سے نہ کہنا'' (20:9-21)۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ بنی اسرائیل جس مسیح کے منتظر تھے اس کے متعلق ان کا خیال یہ تھا کہ وہ تلوار کے زور سے دشمنانِ حق کو مغلوب کرے گا، اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مسیح میں نہیں ہوں بلکہ وہ میرے بعد آنے والا ہے۔

دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ برناباس کا جو اطالوی ترجمہ اس وقت دنیا میں موجود ہے اس کے اندر تو حضور ﷺ کا نام بے شک محمد ﷺ لکھا ہوا ہے، مگر یہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ کتاب کن کن زبانوں سے ترجمہ در ترجمہ ہوتی ہوئی اطالوی زبان میں پہنچی ہے۔ ظاہر ہے کہ اصل انجیل برناباس سریانی زبان میں ہوگی، کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی زبان تھی۔ اگر وہ اصل کتاب دستیاب ہوتی تو دیکھا جا سکتا تھا کہ اس میں آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی کیا لکھا گیا تھا۔ اب جو کچھ قیاس کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اصل میں تو حضرت عیسیٰ نے لفظ مُنحَمَنَّا استعمال کیا ہوگا، جیسا کہ ہم ابن اسحاق کے دیے ہوئے انجیل یوحنا کے حوالہ سے بتا چکے ہیں۔ پھر مختلف مترجموں نے اپنی اپنی زبانوں میں اس کے ترجمے کر دیے ہوں گے۔ اس کے بعد غالباً کسی مترجم نے یہ دیکھ کر پیشین گوئی میں آنے والے کا جو نام بتایا گیا ہے وہ بالکل لفظ ''محمد ﷺ'' کا ہم معنی ہے، آپ کا یہی اسم گرامی لکھ دیا ہوگا۔ اس لیے صرف اس نام کی تصریح یہ شبہ پیدا کر دینے کے لیے ہرگز کافی نہیں ہے کہ پوری انجیل برناباس کسی مسلمان نے جعلی تصنیف کر دی ہے۔

تیسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ لفظ ''مسیح'' درحقیقت ایک اسرائیلی اصطلاح ہے جسے قرآن مجید میں مخصوص طور پر حضرت عیسیٰ کے لیے صرف اِس بنا پر استعمال کیا گیا ہے کہ یہودی اُن

کے مسیح ہونے کا انکار کرتے تھے، ورنہ یہ نہ قرآن کی اصطلاح ہے نہ قرآن میں کہیں اس کو اسرائیلی اصطلاح کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کے حق میں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لفظ مسیح استعمال کیا ہو اور قرآن میں آپ کے لیے یہ لفظ استعمال نہ کیا گیا ہو تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ انجیل برنا باس آپ کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب کرتی ہے جس سے قرآن انکار کرتا ہے۔ دراصل بنی اسرائیل کے ہاں قدیم طریقہ یہ تھا کہ کسی چیز یا کسی شخص کو جب کسی مقدس مقصد کے لیے مختص کیا جاتا تھا تو اس چیز پر یا اس شخص کے سر پر تیل مل کر اُسے متبرک (CONSECRATE) کر دیا جاتا تھا۔ عبرانی زبان میں تیل ملنے کے اس فعل کو مسح کہتے تھے اور جس پر یہ ملا جاتا تھا اسے مسیح کہا جاتا تھا۔ عبادت گاہ کے ظروف اسی طریقہ سے مسح کر کے عبادت کے لیے وقف کیے جاتے تھے۔ کاہنوں کو کہانت (PRIESTHOOD) کے منصب پر مامور کرتے وقت بھی مسح کیا جاتا تھا۔ بادشاہ اور نبی بھی جب خدا کی طرف بادشاہت یا نبوت کے لیے نامزد کیے جاتے تو انہیں مسح کیا جاتا۔ چنانچہ بائبل کی رُو سے بنی اسرائیل کی تاریخ میں بکثرت مسیح پائے جاتے ہیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام کاہن کی حیثیت سے مسیح تھے۔ حضرت موسیٰ کاہن اور نبی کی حیثیت سے، طالوت بادشاہ کی حیثیت سے، حضرت داؤد بادشاہ اور نبی کی حیثیت سے، ملک صدق بادشاہ اور کاہن کی حیثیت سے، اور حضرت الیسع نبی کی حیثیت سے مسیح تھے۔ بعد میں یہ بھی ضروری نہ رہا تھا کہ تیل مل کر ہی کسی کو مامور کیا جائے، بلکہ محض کسی کا مامور من اللہ ہونا ہی مسیح ہونے کا ہم معنی بن گیا تھا۔ مثال کے طور پر دیکھئے اسلاطین، باب 19 میں ذکر آیا ہے کہ خدا نے حضرت الیاس (ایلیاہ) کو حکم دیا کہ حزائیل کو مسح کر کہ آرام (دمشق) کا بادشاہ ہو، اور نمسی کے بیٹے یا ہو کو مسح کر کہ اسرائیل کا بادشاہ ہو، اور الیشع (الیسع) کو مسح کر کہ تیری جگہ نبی ہو۔ ان میں سے کسی کے سر پر بھی تیل نہیں ملا گیا۔ بس خدا کی طرف سے ان کی مأموریت کا فیصلہ سنا دینا ہی گویا انہیں مسح کر دینا تھا۔ پس اسرائیلی تصور کے مطابق لفظ مسیح درحقیقت ''مأمور من اللہ'' کا ہم معنی تھا اور اسی معنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اس لفظ کو استعمال کیا تھا۔ (لفظ ''مسیح'' کے اسرائیلی مفہوم کی تشریح کے لیے ملاحظہ ہو سائیکلوپیڈیا آف ببلیکل لٹریچر، لفظ ''میسیاہ'')۔

آستین کے سانپ

ابو فیصل محمد منظور انور

جعفر از بنگال و صادق از دکن
ننگِ آدم ، ننگِ دیں ، ننگِ وطن　　علامہ محمد اقبال

آج 55 کے قریب مسلم ممالک کے معاشروں میں چھپے منافقین اسلام دشمنوں کے آلہ کار بن کر صہیونی وسیکولر ایجنڈے کی تکمیل کے لئے سرگرداں ہیں۔ بدقسمتی سے اکثر اسلامی ممالک میں یہی عناصر اسلامی نظام حیات کے نفاذ میں رکاوٹ ہیں سیاسی طور پر کسی نہ کسی طرح یہ مختلف حکومتوں کا حصہ بن جاتے ہیں اور پھر اپنی سرشت کے مطابق اسلام دشمنی کے لئے کوشاں رہتے ہیں دیکھنے کو تو یہ مسلمان مگر قول وفعل اور کردار میں کسی بھی غیر مسلم معاشرے کی عکاسی کرتے ہیں۔ اس وقت چند ایک کو چھوڑ کر اکثر اسلامی ممالک پر مسلط مقتدر خاندان اسلام دشمن عناصر اور صہیونیت کے ایجنٹ ہی اقتدار میں ہیں جو اپنی چند روزہ زندگی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اقتدار میں رہنے کے متمنی ہیں لاکھوں کی تعداد میں معصوم اور بے گناہ مسلمانوں کے قتل اور اسن کی نسل کشی کے باوجود یہ اقتدار چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں برصغیر پاک و ہند کی تاریخ اٹھائیں تو سینکڑوں کی تعداد میں یہ ننگ دین و وطن صاف نظر آتے ہیں۔ خطۂ بنگال سے میر جعفر اور دکن سے میر صادق جیسے غدار وطن، دین دشمن انگریزوں کے ایجنٹ خود کچھ بھی تو حاصل نہ کر سکے تھے البتہ اس خطے کے مسلمانوں کو صدیوں تک انگریزوں کی غلامی میں دینے کا ناقابل معافی جرم عظیم کر گئے وہ اپنے پشت پناہوں کے زیر عتاب رہے اور عبرت ناک انجام سے دوچار ہوئے اپنے گھناؤنے کرتوتوں

کے باعث آج بھی تاریخ میں قابل نفرت الفاظ سے یاد کیے جاتے ہیں یہ ایک تاریخی المیہ ہے کہ غدار وطن خاندان کا ایک فرد اسکندر مرزا اپنے مغربی آقاؤں کی آشیر باد سے ہی مملکت خدا داد پاکستان کا صدر بن گیا اپنی خاندانی غداری کی صفت (سرشت) سے مجبور ہو کر جاتے جاتے پاک فوج کو بھی اقتدار کا راستہ دکھا گیا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان جب سے معرض وجود آیا ہے ایسے ہی عناصر کی اولادیں اور ان کے گماشتے اپنے مغربی آقاؤں کی آشیر باد سے اقتدار کے مزے لوٹ رہے ہیں اور یہی بدبخت اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹ ہیں جو اسلام دشمن طاقتوں کی شہ پر ملک کو کمزور کرنے کے درپے ہیں تاہم ملک وقوم کی خاطر جان و مال کے نذرانے دینے والے نواب سراج الدولہ اور ٹیپو سلطان شہید کے نام تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے نظر آتے ہیں آزادی پاکستان کے وقت 1947ء میں بھارت اور مشرقی پاکستان کے رہنے والے لاکھوں اسلام پسند عوام اور مسلم اکابرین نے جو جانی و مالی قربانیاں دیں وہ ہماری تاریخ کا سنہری باب ہیں مگر اسلام دشمن عناصر نے تھوڑے ہی عرصے بعد غیر ملکی سازشوں کے ذریعے اس ملک پاکستان کو دولخت کر کے بھارتی طفیلی ریاست بنگلہ دیش بنا دیا جہاں اب اسلام دشمنوں اور ان کے ایجنٹوں کا قبضہ ہے۔ بدقسمتی کی انتہا ہے کہ اب پچاس سال بعد ایسی محبّ وطن شخصیات کا عدالتی قتل کیا جا رہا ہے، جنھوں نے اپنے گھر بار، بال بچے پاکستان کے نام پر قربان کیے تھے۔ بھارتی ایجنٹ شیخ مجیب الرحمان کو اگرتلہ سازش کیس میں کیفر کردار تک پہنچایا جاتا تو نا صرف پاکستان دولخت نہ ہوتا بلکہ آج کسی دوسرے کو ایسا گھناؤنا کردار دہرانے کی جرات نہ ہوتی۔ ماضی قریب کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو لسانیت کی بنیاد پر سیاست کرنے والے بھارتی ایجنٹ شیخ مجیب الرحمان اور اب مسٹر الطاف حسین کے ایجنڈے میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ اگر برطانیہ یا عالمی ایجنسیوں کا کوئی ایجنڈا نہیں ہے تو الطاف حسین کو پاکستان کے حوالے کیوں نہیں کرتے۔ مسٹر الطاف حسین خفیہ ہاتھوں کے ذریعے دوسری سیاسی جماعتوں کے کندھوں پر سوار ہو کر اقتدار میں رہتے ہیں اور پھر ملک دشمنی میں بھارتی خفیہ ایجنسی را کی مدد سے ملک کے اندر افراتفری اور خوف کی فضا پیدا کر کے اپنے مغربی و بھارتی آقاؤں کو خوش کرتے رہتے ہیں۔ کراچی شہر میں اپنے منحرف ساتھیوں سمیت سینکڑوں کی تعداد میں بے گناہ افراد کو اذیتیں دینا اور پھر انھیں قتل کروانا ان کا منشور ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی

کراچی آمد پر قتل و غارت کے واقعات، 12 مئی 2007ء کے دن خون کی ہولی، بلدیہ ٹاؤن کی فیکٹری میں بھتہ خوری پر 250 کے لگ بھگ بے گناہ مزدوروں کے جلائے جانے، چند روز پیشتر 45 کے قریب امن پسند اسماعیلیوں کی بس پر فائرنگ سے ہلاکت، ایس ایس پی راؤ انوار کی پریس کانفرنس کے انکشافات نے محبّ وطن مقتدر طبقات اور عوام کو جھنجوڑ کر رکھ دیا اور ان انکشافات کے بعد مسٹر الطاف حسین کی پاک فوج بارے ہرزہ سرائی اور مذکورہ ایس ایس پی پر قاتلانہ حملہ، ایک اور ایس پی کی سرکاری گاڑی پر فائرنگ اور ہلاکت، ہماری قومی سلامتی کے اداروں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ را کی معاونت کرنے والے اور سہولت کار کون ہیں؟ ابھی اور کیا ثبوت درکار ہیں؟ اب وقت آ گیا ہے کہ ملکی سلامتی کے خلاف سرگرم عمل ایسے عناصر کو اس پاک سرزمین سے پاک کیا جائے تاکہ ملک کو خانہ جنگی کی آگ میں دھکیل کر ملکی سرحدیں کمزور کرنے والوں کے عزائم ناکام بنائے جاسکیں۔ اس کے ساتھ ہی دہشت گردانہ کارروائیوں میں ملوث دیگر تنظیموں اور بی ایل اے کے مفرور عناصر کو پاکستان لا کر کیفر کردار تک پہنچایا جائے تاکہ را کی معاونت سے جاری بلوچستان، کراچی اور ملک کے دیگر حصوں میں جاری شورش کا خاتمہ ہو سکے۔ اس وقت پاکستان میں سیکولر عناصر اپنے اپنے ایجنڈے پر بڑی شدت سے عمل پیرا ہیں جو ملک توڑنے کے درپے ہیں بھارتی خفیہ ایجنسی را کی پاکستان کو کمزور کرنے کی سازشیں اور ان کے آلہ کار عناصر کے بے نقاب ہونے کے بعد آرمی چیف جنرل راحیل شریف کی صدارت میں چند روز قبل ہونے والی کور کمانڈر کانفرنس میں دہشت گردی کے واقعات میں بھارتی خفیہ ایجنسی ’’را‘‘ کے ملوث ہونے کا سخت نوٹس لیتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا گیا ہے کہ اس کے عوام اور بہادر مسلح افواج کی عزت و وقار کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا آرمی چیف نے کہا ہے کہ دہشت گردی سے پاک پاکستان اب ایک قومی عزم بن چکا ہے انہوں نے تمام متعلقہ حکام کو ہدایت کی کہ فاٹا میں دہشت گردوں کے الگ تھلگ ٹھکانوں کو نشانہ بنایا جائے گا جبکہ ملک میں پائیدار امن کے لیے شہری علاقوں میں جرائم پیشہ افراد، دہشت گردوں اور ان کے سہولت کاروں کے خلاف انٹیلی جنس بنیادوں پر کارروائیاں مزید تیز کی جائیں۔ آرمی چیف نے مزید کہا کہ آپریشن غیر سیاسی اور بلا امتیاز ہے جس کا مقصد ملک میں امن کا حصول ہے۔ پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات میں بھارتی خفیہ ایجنسی ’’را‘‘

کے ملوث ہونے پر کور کمانڈرز کی تشویش بلا سبب نہیں۔ اس حوالہ سے باتیں ایک عرصہ سے ہو رہی ہیں لیکن حکومتی سطح پر اس معاملے کو کم ہی اجاگر کیا جاتا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟ گذشتہ دور حکومت 2013-2008 میں وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے دو چار بار اپنے بیانات میں پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات میں بھارتی خفیہ ایجنسی 'را' کے ملوث ہونے کا ذکر کیا تھا سابق وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے مصر کے شہر شرم الشیخ میں اپنے بھارتی ہم منصب من موہن سنگھ سے ملاقات کے دوران یہ معاملہ اٹھایا بھی تھا جس پر بھارتی وزیر اعظم نے یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ اس معاملے پر غور کریں گے لیکن اس کے بعد پاکستان نے ایسے ایشوز کی پیروی نہیں کی۔ بھلا بھارت کو خود پر لگائے گئے الزامات کے بارے میں صفائی پیش کرنے کی ضرورت ہی کیوں تھی وہ تو پاکستان کو اندرونی طور پر غیر مستحکم کرنے اور ناکام بنانے کے لیے دہشت گردی کرتا ہے ایسے ایشوز کو عالمی سطح پر اٹھایا جاتا تو بھارتی خفیہ ایجنسی اپنے پاؤں سمیٹنے پر مجبور ہو جاتی مگر افسوناک امر یہ ہے کہ ضرورت کے مطابق حکومت کی جانب سے داخلی امن وامان، سالمیت اور استحکام سے وابستہ اس اہم معاملے کو وہ اہمیت نہ دی گئی 71- 1970ء میں مشرقی پاکستان میں اقتدار کا جو ظالمانہ اور سفاکانہ کھیل کھیلا گیا تھا جس میں محبّ وطن لوگ اپنی حب الوطنی کے باعث اپنی جان دے بیٹھے مقتدر قوتیں فائدہ اٹھاتی رہیں بالآخر ملک دولخت ہو گیا محبّ وطن عناصر کا خون بہایا گیا اگرتلہ سازش کیس میں بچ جانے والا بھارتی گود میں بیٹھ کر ملک کے دو ٹکڑے کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا المیہ یہ ہے کہ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا ہے جہاں پہلے شیخ مجیب الرحمٰن اقتدار میں رہے اور اب اس کی بیٹی حسینہ واجد تخت نشین ہے جس نے اسلام دشمنی اور جوش انتقام میں 44 سال بعد جماعت اسلامی سے تعلق کی بنا پر 90 سال سے زائد عمر کے محبّ وطن بزرگوں کا عدالتی قتل کر کے انھیں پھانسی گھاٹ پر لٹکانے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے افسوسناک امر یہ ہے کہ ان صالحین کی شہادت پر حکومت پاکستان یا پھر جماعت اسلامی کی طرف سے وہ احتجاج دیکھنے کو نہیں ملا جس کے وہ مستحق تھے ان کی شہادت پر مجرمانہ خاموشی قومی المیہ ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ ان پھانسیوں کے فوراً بعد ہماری کرکٹ ٹیم بنگلہ دیش بھجوائی گئی اور ساری قوم ان میچوں کو شوق سے دیکھتی اور تالیاں بجاتی رہی۔ ع کہ غیرت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

اب جبکہ کور کمانڈر کانفرنس میں دہشت گردی میں ''را'' کے ملوث ہونے کا سخت نوٹس لیا گیا ہے اور متنازعہ بیان پر مسٹر الطاف حسین کے خلاف قانونی کارروائی کیے جانے کا امکان ہے یقیناً پاکستانی فوج اور عوام اب دوبارہ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے جیسا کھیل برداشت نہیں کریں گے آخر کب تک ایسے عناصر کو جو ملک کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہوں برداشت کیا جاسکتا ہے۔ شیخ مجیب الرحمٰن اور اس کے سہولت کاروں کا اس وقت قلع قمع کر دیا جاتا تو مشرقی پاکستان بنگلہ دیش نہ بنتا آج کی مرکز گریز جماعتوں کے مفرور لیڈروں اور دیگر دہشت گرد تنظیموں کو چھوٹ دے دی گئی تو یہ ملک دشمن ملکی سالمیت کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ہماری محبِّ وطن پاکستانی سیاسی جماعتوں سے گزارش ہے کہ وہ صرف اقتدار میں رہنے کی خاطر ایسے عناصر کے ساتھ اشتراک اقتدار کے فارمولے پر نظر ثانی کریں اور ملک دشمن ہاتھوں کو بے نقاب کریں۔ اس وقت حکومت کو ملکی مفاد میں بڑے سخت فیصلے کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وطن دشمنوں کے مکروہ عزائم ناکام بنائے جاسکیں۔

متاع دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خون ریز ہے ساقی
اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد　　　علامہ اقبال

اختلاف میں رحمت ہے۔۔۔کیسے؟

قیامت میں ہر فرقہ سے عمل صالح والوں کا ایک فرقہ بنے گا جو نجات پائے گا یعنی میدان حشر سے سیدھا جنت میں جائے گا۔ دلیل کیا ہے؟ قیامت میں مفتی کا کوئی فتویٰ غلط نکلے گا تو اس پر عمل کرنے والے پکڑے جائیں گے۔ پھر عام آدمی کیا کرے؟ اس طرح کے بے شمار سوالات کو سمجھنے کے لیے اسلام کا جائزہ نامی تین مختصر کتابچوں کے ساتھ مزید پانچ مختصر کتابوں کا سیٹ 100 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوالیں۔ طلبا و طالبات اور اساتذہ بلا معاوضہ طلب کریں۔ قرآن کو سمجھنے کے لیے قرآن کے اسباق اور بچوں کے لیے مترجم پارے کسی ہدیہ کے بغیر دستیاب ہیں۔ تمام کتب اور کیسٹ صرف ڈاک سے بھیجے جاتے ہیں۔ برائے مہربانی ذاتی طور پر تشریف نہ لائیں۔

البلاغ فاؤنڈیشن اسلامی خط و کتابت کورسز کا ادارہ۔ A-43، نثار روڈ، لاہور کینٹ 0333-4620717

0321-4090779 ویب سائٹ www.aasanasbaq.com

مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ کی مطبوعات پر

اہل علم کے تاثرات

پروفیسر حسن محمود اقبال۔ سابق پرنسپل پوسٹ گریجویٹ کالج، جھنگ

ماہنامہ ''حکمت بالغہ'' باقاعدگی سے موصول ہو رہا ہے۔ اس عزت افزائی پر دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں۔ اس کی مسلسل طباعت قلم سے جہاد کی ایک لائق تقلید کاوش ہے۔

مارچ 2015ء کے شمارے میں ایک تحریر ''اہل سنت ٹکڑے ٹکڑے'' کے عنوان سے موجود ہے۔ بلاشبہ مصنف کی ذات ہمارے لئے بے حد لائق احترام ہے اور جذبات بھی قابل قدر مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم نژادِ نو کو ''مسلک'' کی بجائے ''ملت'' کے اِتحاد کے لئے فکر مند کریں۔ اہل فکر و نظر اس المیے سے بخوبی آگاہ ہیں کہ گوناگوں عصبیتوں نے اس معاشرے کی فضا آلودہ ہی نہیں زہر آلود بنا دی ہے۔ ان میں علاقائی، لسانی اور مذہبی عصبیتیں شامل ہیں۔ ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ نئی نسل کا ذہنی اُفق وسیع تر کیا جائے۔

''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے'' اور ''وَلَا تَفَرَّقُوْا'' میں تخاطب ''اہل اسلام'' سے ہے نہ کہ ''اہل سنت'' سے۔ ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھی کفار کے لئے سخت اور آپس میں رحم دل ہیں''؛ اس آیت کریمہ میں بھی کسی مخصوص فرقے کا امتیاز بیان نہیں کیا گیا بلکہ ''قہاری و غفاری'' کے حسین اِمتزاج کے ساتھ ان اہل ایمان کا تعارف بیان کیا گیا ہے جو اس حقیقت پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ ''بے شک اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے۔'' جو

''دین فطرت'' ہے اور جس کی تکمیل کی نوید آخری خطبہ کے موقع پر دی گئی۔

حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے کلام میں ''مردِ مؤمن'' کا جامع تصور موجود ہے۔ تصوراتِ اقبال کے نام سے مولانا صلاح الدین احمد کی غالباً ریڈیائی تقریروں کا مجموعہ طالب علمی کے دور میں پڑھا تھا۔ ابوالکلام آزاد کی طرح صلاح الدین احمد کے اسلوب کا طرۂ امتیاز بھی آہنگ کا خروش ہے۔ محمد حسین آزاد کی طرح نثر میں شاعری کا رنگ بھی موجود ہے کیا ہی اچھا ہو کہ آپ ان خوبصورت تحریروں کی ''حکمت بالغہ'' میں اشاعت کا اہتمام فرمائیں۔ ہم ''حکمت بالغہ'' کا ''فکری کینوس'' مسلکی تنگ نائیوں سے کہیں دور دیکھنا چاہتے ہیں۔

اے جوئے آب، بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول

تعمیر سیرت و کردار

ڈاکٹر حکیم سیّد محمد اجمل شاہ جھنگ صدر

مکرم و محترم جناب علامہ انجینئر مختار فاروقی صاحب کی کتاب ''تعمیر سیرت و کردار'' ملی۔ لطف و کرم کا ممنون ہوں۔ اللہ آپ کی کاوش قبول فرمائے۔ آپ نے بڑی محنت سے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اسلامی کتاب لکھتے ہیں اور جو پڑھتے ہیں پھر عمل کرتے ہیں اس کتاب میں صفحہ 20 پر 'حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سب سے بڑا امتحان' اور صفحہ 36 پر 'قرآن کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے' اور صفحہ 55 پر 'ذکر اللہ' بہت اچھے مضامین ہیں ان کا مطالعہ اور ان پر عمل دین و دنیا میں فائدہ مند ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آپ کی محنت پر جس قدر داد دی جائے کم ہے۔ خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اسلام کی خدمت کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، (اپریل 2015ء)　　　تبصرہ نگار: پروفیسر ظفر حجازی

زیرِ نظر کتاب مصنف کے چند مضامین اور خطبات کا مجموعہ ہے۔ان تحریروں میں انسانی سیرت وکردار کے بعض مخفی گوشوں کی تعمیر کی حکمت بیان کی گئی ہے۔ چند عنوانات: راہ نجات، ذکراللہ، حقیقت عمل صالح، حدود اللہ کی حفاظت، خواتین کا جہاد، تعمیر سیرت وکردار تقرب الٰہی کا راستہ۔انسانی معاملات میں اِصلاحِ اَحوال کا واحد ذریعہ توبہ ہی ہے اور ایمان بالآخرت اور متعدد دیگر عنوانات کے تحت عام فہم زبان میں اِظہارِ خیال کیا گیا ہے۔تفہیم وتشریح کے لیے انبیاء کے واقعات، ان کی زندگی کی مثالیں اور نہایت گہرائی میں جا کر حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ، آپ ﷺ کی سیرت وکردار کی مثالیں اور آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کے نمونے بیان کیے ہیں۔ اسلوبِ بیان اتنا دل کش ہے کہ قاری لفظ بہ لفظ مصنف کے ساتھ چلتا ہے، کہیں اٹکاؤ، الجھاؤ اور ابہام سے واسطہ نہیں پڑتا۔ یوں قاری اپنی فکر ونظر کو قرآنی آیات اور سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں نکھارتا چلا جاتا ہے۔

مصنف نے اپنی تحریر کو علامہ اقبال کے اردو اور فارسی اشعار سے مزین کیا ہے۔ یہ اشعار موقع ومحل کے لحاظ سے نہایت موزوں ہیں، تاہم بعض مقامات پر ان کی صحت متأثر ہوئی ہے، آیندہ اڈیشن میں ان کی تصحیح ضروری ہے (صفحات: 100، 203، 207، 212، 214، 217)۔ص 254 پر لکھا ہے: حضرت محمد ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے ......واپس آکر طائف کی بستی جیسے حالات میں پتھر کھانا......محبوب کی رضا کے لیے ہے‘‘، جبکہ اہل علم کے نزدیک واقعہ معراج طائف کے سفر سے پہلے ہوا تھا۔ص 157 پر لکھا ہے کہ (سید سلیمان ندوی) نے ’’مدراس میں سیرالنبی ﷺ کے موضوع پر لیکچر محمڈن ایجوکیشن سوسائٹی میں دیے تھے‘‘، جب کہ صحیح یہ ہے کہ مدراس میں سیٹھ جمال محمد کی قائم کردہ ’’مسلم ایسوسی ایشن‘‘ میں یہ لیکچر دیے گئے تھے۔

تبصرہ وتعارف کتب

مولانا سمیع الحق: حیات وخدمات

مؤلف: مولانا عبدالقیوم حقانی

زیرتبصرہ یہ ضخیم کتاب دوجلدوں (940 صفحات) اوراکیس ابواب پر مشتمل ہے، جس میں آبروئے مسلک حق، گلیم پوش، مردِ مجاہد، ایک متبحر عالم دین کی پون صدی پر محیط کتابِ زندگی کے شب وروز کا تذکرہ ہے۔ جس میں ولادت وخاندانی پس منظر، ابتدائی تعلیم وتربیت، تحصیل و تکمیل علم، اساتذہ، تدریسی معرکۃ الآراء مباحث، تحقیقی وتصنیفی شاہکار، فیضان دارالعلوم حقانیہ میں ان کے بنیادی کردار جیسی بنیادی تصریحات ہی نہیں عصر حاضر میں اسلام اور مغرب، تحریک طالبان، جہادِ افغانستان اور پاکستان وعالم اسلام کی حالیہ تاریخ پر وقیع ذخیرۂ معلومات بھی ہیں۔

تبصرہ نگار (بطور خطیب) مدرسہ مظاہر العلوم آرائے بازار، لاہور کی سالانہ سیرت کانفرنسوں میں مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے خطابات اور دیگر کئی مواقع پر ان کی قربتوں کی سعادتوں سے ذاتی طور پر بھی مشرف ہو چکا ہے۔ تاہم اس کتاب کے مطالعہ میں ان کی مساعی جمیلہ اور استقامت کے بعض چشم کشا پہلو سامنے آئے ہیں۔

صحراء کو شہر ، دشت کو دریا نہیں لکھا
دیدہ لکھا ہے ہم نے چنیدہ نہیں لکھا

تحریک ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم ہو یا ناموس تحفظ ختم نبوت، اُمت مسلمہ کے خلاف عالمی صلیبی وصہیونی ستم گری کا تعاقب ہو یا روس وامریکہ کی جارحیت وشکست، دفاع واستحکام

پاکستان کی داستان عزیمت واستقامت ہو یا قومی وملّی یکجہتی کے کارواں کی عہد ساز قیادت، اسلامی جمہوری اتحاد کی تاسیس وسیادت ہو یا متحدہ شریعت محاذ کی تشکیل ان تمام کٹھن مقامات پر ان کی دینی فراست گویا گلستان ہزار رنگ کی داستان ہے۔ جس میں اخلاص وتقویٰ وطہارت کے ساتھ ساتھ ان کی دل آویز لطافت وظرافت اور شعری وادبی ذوق کی متانت اس کتاب کے صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

اگرچہ نہایت عرق ریزی سے معلومات کی جمع آوری میں تمام عصری میڈیائی ذرائع بشمول پرنٹ والیکٹرانک میڈیا وغیرہ بروئے کار لائے گئے ہیں اور ماہنامہ الحق کی مطبوعہ تحریروں کا شگفتہ ودلنشیں انتخاب ہے۔ تاہم ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری یونیورسٹیاں اس موضوع پر تحقیق وجستجو کا حق ادا کریں اور اس کتاب کے مندرجات کو منضبط کریں۔

دارالعلوم حقانیہ کے شب وروز کے بارے میں درج تفصیلات گویا قاری کو دارالعلوم کے 'اِسراء' کی طرح گوشے گوشے سے واقف کروادیتی ہیں۔ امت مسلمہ کے اتحاد کے ضمن میں مولانا سمیع الحق صاحب کی نیک خواہشات اور مساعی یقیناً مستقبل کے معماروں کے لیے زادِراہ ثابت ہوں گی۔ زیر تبصرہ کتاب معیاری کتابت وطباعت سے آراستہ سوانحی ادب میں گراں قدر اضافہ بھی ہے اور تمام لائبریریوں کی ناگزیر ضرورت بھی ہے۔ (ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ، کے پی کے) (تبصرہ نگار: حافظ مختار احمد گوندل)

عادؔل فاروقی
کے دیوان 'اشکِ گل'
کی تقریبِ پذیرائی

مفصّل رپورٹ

مرتب: محمد صدیق نازؔ

منیجر دارالکتاب، برطانیہ

قابل احترام محمد فیاض عادل فاروقی جھنگ سے تعلق رکھتے ہیں اور چار دہاہیوں سے برطانیہ میں مقیم ہیں۔اہل علم ان کے مجموعہ کلام 'اشکِ گل' سے واقف ہیں۔اس کی تقریب پذیرائی گزشتہ دنوں برطانیہ میں منعقد ہوئی اس کی روداد ایک شریک محفل کی قلم سے پڑھیے۔(ادارہ)

مؤرخہ ۷ مارچ، اتوار کو شام چھ بجے تا دس بجے ہیرو کے وکٹوریہ ہال میں برطانیہ کے نامور پاکستانی سکالر، معلم، براڈ کاسٹر اور شاعر جناب محمد فیاض عادؔل فاروقی کے دیوان 'اشکِ گل' کی تقریبِ پذیرائی منعقد ہوئی جس میں برطانیہ کے سو سے زیادہ اہلِ ذوق اور شعراء و شاعرات نے شرکت کر کے دیوانِ عادؔل 'اشکِ گُل اور اس کے مصنف کو خراجِ تحسین پیش کیا اور اردو زبان و سخن کے ساتھ اپنی محبت کا ثبوت دیا۔اس تقریب میں معاشرہ کے ہر طبقۂ علم و فکر کے مرد و زن نے شرکت کی جن میں معروف شعراء و شاعرات کے علاوہ ماہرینِ تعلیم، دانشور حضرات اور جید علماء کرام بھی شامل تھے۔جیوٹی وی اور روزنامہ جنگ، میسج ٹی وی اور اخبار نوائے جنگ نے خصوصی طور پر اس ادبی پروگرام کو ریکارڈ کیا۔اس پروگرام میں دور دراز مثلاً برمنگھم، ریڈنگ، لیوٹن، ہائی ویکمب سے اہلِ علم و سخن نے شرکت کی۔

اس اجلاس کی صدارت مشہور کشمیری رہنما اور بزرگ شاعر سردار محمد یوسف خان نے فرمائی اور نظامت کے فرائض مشہور ماہرِ تعلیم اور روزنامہ جنگ کے کالم نگار جناب عقیل دانش نے سرانجام

دیئے۔ان کے علاوہ برمنگھم سے نامور شعراء خواجہ محمد عارف، فاروق نسیم اور ڈاکٹر عبدالرب ثاقب نے شرکت فرمائی، ریڈنگ سے ڈاکٹر خضر مفتی اور محترمہ فرخندہ رضوی نے شرکت کی، ہائی ویکمب سے آر کے ریڈیو کے سٹیشن منیجر سید عتیق توثیق نے اجلاس کو رونق بخشی، لیوٹن سے ماہنامہ'پرواز'کے ایڈیٹر جناب ساحر شیوی نے شرکت کی اور لندن سے اسلامک شریعہ کونسل کے چیرمین مولانا ڈاکٹر صہیب حسن، اقراٹی وی کی پریزنٹر محترمہ اُمِ وہیب ، اسلامک کمپیوٹنگ سنٹر کے بانی مفتی برکت اللہ،'سیرت النبی' منظوم کے مصنف مولانا جاوید القادری، جموں وکشمیر ہیومن رائٹس موومنٹ کے سربراہ پروفیسر شاہد اقبال،فرقانیہ فاؤنڈیشن کے روحِ رواں مولانا خالد، پاکستانی ویمنز ایسوسی ایشن ہیرو کی بانی مسز فرخ محمود، ہیرو مسلم سینئر سٹیزنز کی روحِ رواں مسز حفیظہ رسول، روزنامہ جنگ کی کالم نگار اور تحریمِ ادب کی روحِ رواں محترمہ رخسانہ رخشی اور کئی کتابوں کے مصنف جناب عبداللہ قریشی نے شرکت فرمائی۔علاوہ ازیں برٹش ایشین ٹیلیویژن نیٹ ورک کے ڈائرکٹر جناب اسرار احمد اور پاکستان ویلفیئر ایسوسی ایشن جناح سنٹر ہاؤنسلو کے جنرل سیکرٹری جناب احسان باری شاہد چودھری نے خصوصی طور پر عادل فاروقی کو پھولوں کے تحفے پیش کئے۔

پروگرام کا آغاز مولانا صہیب حسن کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا جس کے بعد جناب اسلم چغتائی نے نعتِ رسولِ پاک پیش کی۔نئی نسل کی نمائندگی کے طور پر سکول کی ایک طالبہ ثناء وسیم نے اردو میں استقبالیہ پیش کیا۔شعری مجموعہ'خواب وخیال' کے مصنف ڈاکٹر رحیم اللہ شاد نے اپنے تاثرات پیش کئے جن کے بعد مشہورِ عام شعری مجموعوں'خزاں کے پھول' اور'کربِ حیات' کے مصنف نصیر احمد بٹ ناصر نے عادل فاروقی کو حالی واقبال کا شریکِ کارواں اور وسیع فکری افق کا حامل شاعر قرار دیا۔جناب اسلم رشید نے اپنا قطعہ پیش کیا جس میں'اشکِ گُل' کو'رشکِ گُل' سے تعبیر کیا گیا تھا۔

معروف شاعرہ محترمہ نورالصباح سیمیں برلاس نے دینی اور دنیاوی علوم کی روشنی میں عادل فاروقی کی شاعری کی ہمہ گیریت پر خوبصورت مقالہ پیش کیا۔جناب یوسف شیخ نے اپنے خوبصورت ترنم میں کلامِ عادل پیش کیا۔مشہور دانشور شاہ عمر عطا نجیب کے تاثرات کے بعد ڈاکٹر خضر مفتی صاحب کی طرف سے مقالہ پیش کیا گیا جس میں عادل فاروقی کو حالاتِ حاضرہ کا عکاس شاعر تسلیم کیا گیا۔محترمہ فرخندہ رضوی خندہ کے مضمون کے بعد جناب ہارون رشید تنہا نے عادل فاروقی کے لئے'علامہ' کے لقب کی تائید کی اور کلامِ عادل اپنے پرسوز ترنم میں پیش کر کے محفل کو مسحور کر دیا۔پروفیسر شاہد اقبال نے عادل فاروقی کو'شاعرِ اسلام' کے لقب کی حمایت کی۔

بزمِ شعر و ادب یو کے کی صدر محترمہ سیماؔ جبار نے عادلؔ فاروقی پر اپنی طویل نظم پیش کی۔ ماہنامہ 'پرواز' کے مدیر جناب ساحر شیوی نے 'اشکِ گُل' کو 'ایک فرزانے کا دیوان' قرار دے کر اپنی رباعیات کے ذریعہ خراجِ تحسین پیش کیا۔ جناب عبداللہ قریشی نے ہیر و مسجد کی بنا رکھنے میں عادلؔ فاروقی کے کردار کو سراہا اور انہیں اسم بامسمّٰی قرار دیا اور بتایا کہ عادلؔ فاروقی کے آنے سے ہیرو کے علاقے میں مثبت تبدیلی آئی۔ روزنامہ جنگ کی کالم نگار محترمہ رخسانہ رخشی نے اتوار کے جنگ میگزین میں شائع شدہ 'اشکِ گُل' پر اپنا مضمون پیش کیا۔ معروف ڈرامہ نگار اور شاعر جناب رفعت شمیم زئی نے دلچسپ پیرائے میں جناب عادلؔ فاروقی اور 'اشکِ گُل' پر اپنے تاثرات پیش کئے۔

مشہور نعت خوان جناب محمد نواز اشرفی نے اپنے دلنشیں ترنم میں عادلؔ فاروقی کی ایک نعت پڑھ کر عقیدت کا ایک سماں باندھ دیا۔ مولانا جاوید القادری نے اپنے خوبصورت قطعے میں جناب عادلؔ فاروقی اور اپنی جنم بھومی جھنگ کو 'برصغیر کا خطۂ یونان' قرار دیا۔ ڈاکٹر عبدالرب ثاقبؔ نے اپنے پرجوش ترنم میں عادلؔ فاروقی پر اپنی نظم پیش کی جس کے یہ اشعار خوب پسند کئے گئے۔

ایک اچھے انسان ہیں، حضرت عادلؔ فاروقی
مسلم با ایمان ہیں، حضرت عادلؔ فاروقی

شاعرِ انگلستان ہیں، حضرت عادلؔ فاروقی
فخرِ پاکستان ہیں، حضرت عادلؔ فاروقی

ہے یہ قصیدۂ شانِ جناب حضرتِ عادلؔ فاروقی
تحفۂ 'اشکِ گُل' کا جواب حضرتِ عادلؔ فاروقی

آپ کے ہے دیوان کی داد حضرتِ عادلؔ فاروقی
ثاقبؔ کہہ دے 'زندہ باد، حضرت عادلؔ فاروقی'

خواجہ محمد عارفؔ نے اپنے مقالے میں غزل کے نازک صنف ہونے کے باوجود اسی صنف سے معرکہ آرائی کا کام لینے پر عادلؔ فاروقی کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ جناب عقیل دانش نے اپنے قطعے میں 'اشکِ گُل' کو ایک شرارے سے تشبیہ دی۔ مولانا صہیب حسن نے اپنے بہاریہ ترنم میں عادلؔ فاروقی کو منظوم خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے شاعری کے میدان میں اپنی آمد کا اعلان

کیا جسے بہت پسند کیا گیا۔ سید عتیق توثیق نے اپنے بچپن کی یادوں کے جھروکے سے جھنگ میں عادلؔ

فاروقی کی لڑکپن کے زمانے میں دینی وملّی خدمات کا حوالہ دیتے ہوئے برطانیہ کی نئی نسلوں کی تربیت کے لئے والدین کو اپنی ذمہ داریاں پورا کرنے کی تلقین کی۔آخر میں سردار محمد یوسف خان نے عادل فاروقی کو شاعری کا ایک 'مجدد' قرار دیتے ہوئے اپنا قومی بیداری کے پیغام پر مشتمل کلام پیش کیا۔

اجلاس کے اختتام پر تمام شرکاء کی تواضع کھانے سے کی گئی۔اس ادبی اجلاس کے سو سے زیادہ شرکاء کا اس طرح دلجمعی سے تین گھنٹے تک بیٹھ کر دلچسپی سے پروگرام کو ہمہ تن گوش ہو کر سننا ایک حیران کن واقعہ تھا جو ہیرو میں 'اشکِ گُل' کی تقریبِ پذیرائی کی صورت میں وقوع پذیر ہو گیا۔پابندیٔ وقت کی مثال قائم کرنے میں بھی یہ اجلاس ایک انفرادی مقام رکھتا ہے۔یہ تقریب عرصے تک لوگوں کو یاد رہے گی۔

الحمدللہ

مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ

کے زیر اہتمام مطبوعات کا سلسلہ جاری ہے

سلسلۂ مطبوعات نمبر 27

قرآن مجید کے حقوق

شائع ہوچکی ہے

☆ 20 صفحات ☆ کارڈ جلد ☆ امپورٹڈ کاغذ ☆ قیمت:40روپے

البلاغ فاؤنڈیشن، سکولوں اور کالج کے طلباء اور قرآن اکیڈمیز
میں زیرتعلیم حضرات کے لیے 50% فیصد خصوصی رعایت

مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ